قربانی
کے
صرف تین دن ہیں

مصنف

حافظ علامہ محمد حبیب اللہ ڈیروی

ناشر

مکتبہ امدادیہ معرفت مسلم دندان ساز
کمشنری بازار شہر ڈیرہ اسماعیل خان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

ایام قربانی (یعنی قربانی کتنے دن تک درست ہے) کے متعلق حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی غیر مقلد مرحوم نے الاعتصام لاہور جلد ۶ شمارہ ۵ ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء بمطابق ۴ محرم ۱۳۷۴ھ میں ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی کہ قربانی چار دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ تک) درست ہے مولانا موصوف کا یہ مضمون اب فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۶۶ ج ۱۳ تا ص ۱۷۲ میں درج ہے مولانا موصوف کے خود اپنے مضمون ہی سے ان کے مقصد میں ان کی ناکامی و نامرادی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے چنانچہ مولانا موصوف حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے صاف لفظوں میں اقرار کرتے ہیں۔ جبیر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے مقطوع مرفوع ثقات ضعاف سب سے روی ہے تمام طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۶۶ ج ۱۳) نیز فرماتے ہیں:

"بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں بلکہ مؤید ہے" (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۱ ج ۱۳)

لیکن اس اقرار کے باوجود کہ چوتھے دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ) کو قربانی کرنے کے لیے کوئی صحیح حدیث موجود نہیں پھر بھی مولانا موصوف چوتھے دن کی قربانی والے مسلک کو راجح خیال فرماتے ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہمارے شیخ مکرم استاذ محترم حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خانصاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے مولانا سلفی مرحوم کے مضمون کا تعاقب کرتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۵۴ء میں اس کا جواب "مسئلہ قربانی" کے نام سے تحریر فرمایا تھا جس میں ہمارے شیخ مکرم نے مولانا موصوف سے یہ شکایت بھی کی تھی کہ انہوں نے فریق مخالف کے حق نازیبا الفاظ (مثلاً کم فہم متعصب چوتھے دن کی قربانی کا انکار جہالت وغیرہ) استعمال کئے ہیں حالانکہ تین دن کی قربانی یعنی ۱۲ ذوالحجہ تک صحیح حدیث اور صحابہ کرامؓ کے اقوالِ صحیحہ سے ثابت ہے اور تین دن کے بعد قربانی کرنے کی منع بھی واضح طور پر موجود ہے۔ بہرحال اس موضوع پر مولانا سلفی مرحوم کے ایک شاگرد مولانا محمد قاسم خواجہ صاحب نے بھی ایک رسالہ "ایام قربانی" کے نام سے تحریر فرمایا تھا لیکن وہ بھی اپنے مقصد میں بُری طرح ناکام رہے چنانچہ خواجہ صاحب "چار دن کی قربانی والی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں تمام طرق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے الخ (ایام قربانی ص۱۵)

پھر خواجہ صاحب کے رسالہ کے جواب میں سیف یزدانی رسالہ لکھا گیا اور خواجہ صاحب کو خاموش کر دیا گیا یہ رسالہ ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب کے افادات سے تھا۔

خواجہ صاحب بھی اس روایت کو صحیح ثابت نہیں کر سکے اس لیے واضح الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں "جامعہ اسلامیہ کے محترم استاذ حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے اپنی حالیہ تصنیف "القول الانیق فی توضیح ایام التشریق" میں ان تمام اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جو جبیر بن مطعم والی روایت کی سند پر کئے جاتے ہیں اور اسے صحیح ثابت کیا ہے (ایام قربانی ص۱۶)

حضرت جبیر بن مطعم والی روایت کو صحیح ثابت کرنا کوئی آسان کام نہیں اگر یہ اتنا آسان ہوتا تو مولانا سلفی مرحوم اس کو ہرگز ضعیف قرار نہ دیتے" اس پر بحث اپنے مقام پر تسلی بخش طریقہ سے آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس موضوع پر مولانا عبید اللہ عفیف غیر مقلد کا بھی ایک مضمون "قربانی کتنے دنوں تک جائز ہے"۔ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۳ جولائی و ۷ راگست ۱۹۸۷ء میں مفصل طور پر درج ہے نیز اس موضوع پر مولانا محمد اعظم صاحب غیر مقلد مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ نے بھی اپنے رسالہ "مسائل قربانی" کے ص۳۸ تا ص۴۰ میں ایک مضمون "قربانی کے چار دن" کے عنوان کے تحت درج فرمایا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس موضوع پر غیر مقلدین حضرات کے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب آف گوجرانوالہ امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان" نے بھی ایک رسالہ "مسائل قربانی" کے نام سے دلے بانا خواستہ تحریر فرمایا ہے اور اپنے علمی کمالات کو اس رسالہ میں خوب ظاہر فرمایا ہے جن کا ذکر مفصلاً اپنے مقام پر آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر جرأت اور بہادری یہ ہے کہ یہ دونوں رسالے یعنی القول الانیق فی توضیح ایام التشریق مؤلفہ مولانا محمد الیاس صاحب اثری اور رسائل قربانی مؤلفہ شیخ الحدیث صاحب موصوف بذریعہ ڈاک ہمارے استاذ محترم شیخ مکرم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ کو ارسال کر کے جواب کا مطالبہ کیا گیا جس کی بنا پر راقم الحروف نے اس کا جواب ضروری سمجھا تا کہ اس مسئلہ کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کر کے اس کی اصل حقیقت کو واضح کر دیا جائے۔

؎ بُلاتی ہیں موجیں کہ طوفان میں اترو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

قربانی کس دن میں سنّت ہے

دسویں ذوالحجہ کو یَوْمُ النَّحْرِ (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی تاریخ کو قربانی کی ہے حافظ محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں:

"یہ بات ملحوظ رہے کہ یوم النحر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی قربانی افضل، اعلیٰ اور اولیٰ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنّت اور زندگی کا معمول ہے" (بخاری) القول الانیق ص۳۳

مولانا محمد اعظم صاحب لکھتے ہیں:

"قربانی عید کے دن افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ آنحضرتؐ کا ہمیشہ عمل یہی تھا کہ آپ نے عید کے دن ہی قربانی کی بلکہ سوا دنبہ کی قربانی بھی آپ نے پہلے دن ہی کی۔ اس لیے افضل پہلا دن ہے"

استاد محترم حضرت علامہ ابو البرکات احمد صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کا فتویٰ وہ فرماتے ہیں کہ دراصل قربانی عید کے دن ہی ہوتی ہے کیونکہ کتب احادیث میں صحیح سندوں کے ساتھ آنحضرتؐ کا فرمان موجود ہے اَوَّلُ مَانَبْدَأُ فِیْ یَوْمِنَا هٰذَا الصَّلٰوةُ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ (عید کے دن سب سے پہلے ہم جس عمل کو شروع کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر ہم لوٹ کر قربانی ذبح کرتے ہیں۔ یہ واضح دلیل ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کر نماز کے بعد جا کر جو قربانی کو باندھ کر رکھے تاکہ قربانی دوسرے دن کرے اس نے اس مذکورہ حدیث پر عمل نہیں کیا۔ احادیث میں مذکور ہے کہ اگر پہلے دن قربانی میسر نہ ہو تو دوسرے دن اگر دوسرے دن بھی میسر نہ آئے تو تیسرے دن اگر تیسرے دن بھی میسر نہ آئے تو جو تھے دن کرنی درست ہے۔ اگر پہلے دن سب کچھ تیار ہو تو دوسرے یا تیسرے دن کے لیے رکھنا درست نہیں ہے اس سے دوسرے یا تیسرے دن قربانی سے ثواب میں فرق ضرور پڑے گا۔

(فتاویٰ برکاتیہ ص۲۵۵، ۲۵۶) (مسائل قربانی ص۳۹ تا ۴۰)

تبصرہ : مولانا برکات احمد صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ احادیث میں مذکور ہے اگر پہلے دن قربانی میسر نہ ہو تو دوسرے دن الخ راقم الحروف کو ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملی جس میں یہ الفاظ اور اس ترتیب سے قربانی کا ذکر کیا گیا ہو مولانا موصوف پر لازم ہے کہ وہ ایسی حدیث پیش کریں ورنہ غلط بیانی سے رجوع فرمالیں اور نہ کسی حدیث میں صراحتہً یہ مذکور ہے کہ اگر قربانی تیسرے دن میسر نہ ہو تو جو تھے دن قربانی کریں۔ البتہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں ۱۰-۱۱-۱۲۔ ذبح کران تین دنوں میں سے جس میں تو چاہے البتہ افضل پہلا دن ہے۔ بہرحال پہلے دن یعنی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا سنت ہے اور افضل ہے گیارہویں اور بارہویں کو قربانی کرنا رخصت و جائز ہے لیکن افضل نہیں اس لیے بغیر کسی مجبوری کے قربانی کو مؤخر نہ کیا جاوے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص۱۰ ج۱۰ تا ص۱۱ میں شوافع کا اختلاف نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی ایک قربانی سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ پہلے ہی دن یعنی دس ذوالحجہ کو سب قربانیاں کرے یا مختلف قربانی کے دنوں میں وہ قربانیاں تقسیم کر کے کرے امام نوویؒ سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے نقل کیا ہے کہ اس طرح مختلف دنوں میں قربانیاں کرنا مسکینوں کو زیادہ نفع مند ہے لیکن سنّت کے خلاف ہے حافظ صاحبؒ امام نوویؒ پر گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں پہلے دن دو قربانیوں کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کرتے تھے اسی طرح اگر کوئی آدمی پہلے دن دو جانور ذبح کر لے اور باقی جانوروں کو دوسرے قربانی کے دنوں میں ذبح کرے تو اس سے سنّت کی مخالفت کیسے لازم آتی ہے۔ بہرحال چوتھے دن کی قربانی نہ تو کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے نہ کسی صحابیؓ کے صحیح فرمان سے ثابت ہے اس لیے چوتھے دن کی قربانی درست نہیں۔ غیر مقلدین حضرات کو چاہیے کہ وہ دائمی سنت پر عمل کریں اور سنت کی مخالفت ترک کر دیں۔

قربانی کتنے دنوں تک درست ہے

بعض حضرات کے ہاں قربانی صرف دس ذوالحجہ کے دن ہے اس کے بعد قربانی درست نہیں چنانچہ حمیدؒ بن عبدالرحمٰن محمدؒ بن سیرینؒ سعیدؒ بن جبیر ابوالشعثاءؒ جابر بن زید الازدی (یہ چاروں صاحبان تابعی ہیں) داؤد ظاہریؒ کا یہی مسلک ہے کہ قربانی صرف دس ذوالحجہ کو ہے اس کے بعد قربانی درست نہیں البتہ سعید بن جبیرؒ و جابر بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ شہروں کے اندر رہنے والوں کے لیے تو یہی حکم ہے کہ صرف دس ذوالحجہ کو قربانی کریں لیکن منیٰ کے مقام پر حاجیوں کے لیے تین دن (یعنی ۱۰-۱۱-۱۲) میں قربانی کرنا جائز ہے (ملاحظہ ہو فتح الباری ص ۱۰ ج ۸ و مرعاۃ المفاتیح ص ۲۶۴ الجزء الثانی الجزء الثالث) امام بخاریؒ کا رجحان بھی دس ذوالحجہ میں قربانی کرنے کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ باب قائم کرتے ہیں۔ بَابُ مَنْ قَالَ لَا يُضَحّٰى اِلَّا يَوْمَ النَّحْرِ (صحیح بخاری ص ۸۳۲ ج ۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور مشہور ہے فِقْهُ الْبُخَارِیِّ فِیْ تَرَاجِمِ الْبُخَارِیِّ (امام بخاریؒ کی فقہ ان کے قائم کردہ ابواب کے عنوان میں موجود ہوتی ہے)

دوسرا مسلک جمہور علماء کرامؒ کا ہے

جمہور علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ قربانی کے صرف تین دن ہیں (۱۰، ۱۱، ۱۲) لیکن ذوالحجہ کی تیرہویں کو قربانی درست نہیں ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں۔

اخبرنا ابو حنیفۃ عن	ہمیں امام ابوحنیفہؒ نے حضرت
حماد عن ابراھیم قال	حمادؒ سے خبر دی وہ حضرت
اَلْاَضْحٰی ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ یَوْمُ	ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے
النحر ویومان	ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ
بعدہٗ قال محمد	قربانی کے تین دن ہیں دس
وبہ نأخذ	ذوالحجہ اور دو دن اس کے
وھو قول ابی	بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں ہمارا
حنیفۃ۔	بھی اسی پر عمل ہے اور حضرت
(کتاب الآثار ص۱۳۵)	امام ابوحنیفہؒ کا فرمان بھی یہی ہے

امام ابویوسفؒ بھی کتاب الآثار ص۶۱ میں حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں امام اعمشؒ فرماتے ہیں۔

"میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے کوئی بات ایسی نہیں سنی جو انہوں نے صرف اپنی رائے سے ہی کہی ہو (سنن دارمی ص۴۵)

مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث شریف اور صحابہ کرامؓ کے عمل و فرمان کے مطابق بات کرتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام مالکؒ کا مسلک بھی یہی ہے چنانچہ امام مالکؒ حضرت نافعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے قربانی دو دن ہے قربانی کے دن یعنی دسؔ ذوالحجہ کے بعد امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا مسلک بھی یہی ہے (مؤطا مالک ص۲۹۷)

امام مالکؒ کے طریق سے یہ دونوں اثر سنن بیہقی ص۲۹۷ ج۹ و مشکوٰۃ ص۱۶۹ میں بھی موجود ہیں۔ مالکیہ حضرات کی مشہور کتاب المدونۃ الکبریٰ ص۲۷۳ ج۲ میں ہے۔

(قلت) ارأیت النحر	سحنونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے
کم هو فی	امام عبدالرحمٰن بن قاسم تلمیذ
قول مالك قال ثلثة	امام مالکؒ کو کہا کہ آپ یہ
ایام یوم النحر	خبر دیں کہ امام مالکؒ کے
ویومان بعدہٗ	فرمان میں قربانی کتنے دنوں
ولیس الیوم الرابع	تک ہے تو فرمایا کہ تین دن
من ایام الذبح	ہیں یعنی ۱۰ ذوالحجہ کے بعد دو
وان کان الناس	دن ہیں چوتھا دن یعنی ۱۳ ذوالحجہ
بمنی فانہٗ لیس	قربانی کے دنوں میں سے نہیں اگرچہ
من ایام الذبح	حاجی لوگ منیٰ کے مقام پر موجود
	ہوں کیونکہ یہ دن قربانی کے دنوں میں

امام احمدؒ کا مسلک بھی یہی ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ عبدالاضحیٰ کے بعد قربانی کے صرف دو دن باقی رہ جاتے ہیں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ کا فرمان یہی ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں نبی اکرم صلی اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علیہ وسلم کے بے شمار صحابہ کرام سے یہی مروی ہے امام مالکؒ وسفیان ثوریؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ ایام قربانی تین ہیں اس پر ایک قسم کا اجماع واقع ہو چکا ہے اور اس پر ہمارے لیے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ آپ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا جب چوتھے دن گوشت رکھنا ہی منع ہے تو قربانی کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔
(مغنی ابن قدامہ ص ۱۱۴ ج ۱۱)

مشہور غیر مقلد عالم عبید اللہ مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔

وردی هذا عن	اور یہی بات کہ قربانی صرف
علی و عمر و ابن	تین دن ہے روایت کیا
عباس و ابی هریرة و	گیا ہے حضرت علیؓ و حضرت
انس کما فی	عمرؓ و حضرت ابن عباسؓ و
المحلی ص ۳۷۷ ج ۷ و حکی	حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت
ابن القیم و ابن	انس سے جیسا کہ محلی ابن حزم
قدامة عن احمد	ص ۳۷۷ میں ہے اور ابن قیمؒ و
انه قال هو قول	ابن قدامہؒ حضرت امام احمدؒ
غیر واحد من	سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں
اصحاب رسول الله	نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
صلی الله علیه وسلم و	علیہ وسلم کے بے شمار صحابہ کرامؓ
ذکره الاثرم عن	کا یہی مسلک ہے اور محدث
ابن عباس۔	اثرمؒ نے حضرت ابن عباسؓ
(مرعاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۶۳ ج ۳)	سے بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

وذکرہ ابن وھب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اور ابن وہب مالکیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ذکر کیا ہے۔
(عمدۃ القاری شرح البخاری ص۱۲۷ ج۲۱)	

علامہ ابن الترکمانیؒ فرماتے ہیں:

وفی نوادر الفقہاء لابن بنت نعیم اجمع الفقہاء ان التضحیۃ فی الیوم الثالث عشر غیر جائزۃ الا الشافعی فانہ اجازھا۔	کہ ابن بنت نعیمؒ کے نوادر الفقہاء میں ہے کہ فقہاء کرامؒ کا اجماع ہے کہ تیرہویں ذوالحجہ کو قربانی درست نہیں مگر امام شافعیؒ کے ہاں جائز ہے۔
(الجوہر النقی مع البیہقی ص۲۹۷ ج۹)	

حافظ محمد الیاس اثری صاحب فرماتے ہیں۔ یہ تین اقوال (حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ اور حضرت عمرؓ کا) سنداً صحیح و درست ہیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے تو اس کے ہوتے ہوئے ہمیں ان اقوال پر بنیاد قائم نہیں کرنی چاہیے۔ اعتراض کیا ان اصحاب رسول کا یہ قول حدیث کے خلاف ہے۔

جواب

ان اصحاب پیغمبر کے بارے میں یہ ذہن رکھنا نہ صرف یہ کہ صحیح نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حدیث مذکور ان کو ملی نہیں ہوگی ورنہ اصحاب الرسول کا تقدس مجروح ہو جائے گا جو ان کے عمل و تبلیغ کے خلاف ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جس کی وجہ سے ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی ڈگری مل چکی ہے (القول الانیق ص۴۰)

حافظ اثری صاحب نے حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت ابن عمرؓ کی سندوں کو صحیح و درست تسلیم کر لیا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ حدیث کی مخالفت نہیں کرتے تھے لیکن اثری صاحب نے یہ عذر کیا ہے ان حضرات کو حدیث مذکور ملی نہ ہو گی لیکن حدیث مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ثابت ہی نہیں تو ملنے نہ ملنے کی بحث اور عذر فضول ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ ثابت ہو گیا کہ چوتھے دن کی قربانی کسی حدیث سے ثابت نہیں ورنہ وہ حضرات اس کی مخالفت ہرگز نہ کرتے۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض ۱

حضرت علیؓ سے امام مالکؒ کا تین دن کی قربانی کی روایت نقل کرنا بے سند ہے۔

الجواب

حضرت علیؓ کا اثر سند کے ساتھ بھی حدیث کی کئی کتابوں میں موجود ہے چنانچہ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

واخرج عبد بن حمید	اور محدث عبد بن حمید اور
وابن ابی الدنیا و	محدث ابن ابی الدنیاؒ اور
ابن ابی حاتم عن علی	محدث ابن ابی حاتمؒ نے
بن ابی طالب	اپنی سند سے حضرت علیؓ سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال الایام المعدودات ثلثۃ ایام یوم الاضحیٰ ویومان بعدہ اذبح فی ایھا شئت وافضلھا اولھا۔

روایت کیا ہے کہ ایام معدودات (جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے) سے مراد تین دن قربانی کے ہیں ۱۰-۱۱-۱۲ ان میں سے جس میں تُو چاہے ذبح کر لیکن افضل پہلا دن ہے۔

(درمنثور ص۲۳۴ ج۱ وبمثلہ فتح القدیر ص۱۲۴ ج۱)

خود حافظ محمد الیاس صاحب اثری نے بھی حضرت علیؓ کا یہ اثر محلی ابن حزم ص۲۷۷ ج۷ کے حوالہ سے نقل کیا ہے جو کہ سند متصل کے ساتھ ہے البتہ اثری صاحب نے اس سند کے ایک راوی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ پر جرح نقل کی ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ لیکن ضعف کی وجہ حافظہ کی خرابی ہے باقی یہ راوی سچا ہے۔

خیانت

اثری صاحب نے لایتھم بشئی من الکذب (کہ یہ راوی جھوٹ کے ساتھ متہم نہیں کیا گیا) اس عربی والے جملہ کو نقل کر کے اردو میں اس کا ترجمہ نہیں کیا دیکھئے القول الانیق ص۳۵۔ راقم الحروف نے نور الصباح ص۱۶۴ تا ص۱۶۷ میں اس راوی کی تعدیل و توثیق کے بارے میں ائمہ کرامؒ کے اقوال نقل کئے ہیں۔ یہ راوی حسن درجہ کا ہے جب تک اس راوی کی خطاء دلائل سے واضح نہ ہو جائے اتنے تک اس کی حدیث قابل عمل ہے اور حضرت علیؓ کے اس فرمان کے نقل کرنے میں ان سے کوئی خطاء واقع نہیں ہوئی کیونکہ چار دن قربانی کرنے کی کوئی روایت حضرت علیؓ سے مروی نہیں نہ سند

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضعیف ہے اور نہ سند صحیح ہے۔ ابن قیمؒ و نوویؒ نے البتہ حضرت علیؓ سے ایک روایت چار دن قربانی کرنے کی نقل کی ہے لیکن یہ بالکل بے سند بات ہے غیر مقلدین حضرات کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس کی سند بیان کریں لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اعتراض نمبر ۲

حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کو محلی ابن حزم ص ۳۷۷ ج ۷ کے حوالہ سے نقل کر کے اس کی دونوں سندوں پر جرح کی ہے دیکھئے القول الانیق ص ۳۷ تا ص ۳۸۔

الجواب

حافظ اثری صاحب نے رسالہ مذکور کے ص ۳۹ میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت کو مؤطا امام مالک سے یوں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ قربانی۔ دس۔ گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے اور پھر ص ۴۰ فرماتے ہیں: سنداً صحیح و درست ہے۔ جب اثری صاحب نے ایک سند کو صحیح مان لیا تو باقی سندوں پر جرح کرنا فضول اور عبث کام ہے بلکہ اس صحیح سند کی بنا پر وہ ضعیف سندیں بھی حسن بن جائیں گی۔

لطیفہ

حافظ اثری صاحب نے محلی ابن حزم ص ۳۷۷ ج ۷ سے ابن عمرؓ کی ایک روایت یوں نقل کی ہے۔

من طریق وکیع عن	وکیع عبداللہ بن نافع عن
عبداللہ ابن نافع عن	ابیہ ابن عمرؓ سے نقل کرتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابیہ عن ابن عمر	ہیں یوم النحر۔ گیارہویں اور
قال ما ذبحت یوم النحر	بارہویں تاریخ میں میرا ذبیحہ
والثانی والثالث	قربانی ہے۔
فھی الضحایا۔	(القول الانیق ص۳۷ تا ص۳۸)

قارئین حضرت نے اثری صاحب کے ترجمہ کئے ہوئے خط کشیدہ الفاظ کو دیکھ لیا ہوگا اب ذرا صحیح ترجمہ بھی ملاحظہ کریں جو جانور۔ دس۔ گیارہ۔ بارہ تاریخ میں ذبح کئے جائیں پس وہ قربانی کے جانور ہیں۔ مَاذُبِحَتْ کو اثری صاحب نے مَاذَبَحْتُ بنا دیا ہے (بہت خوب)

ع ڈور کو سلجھا رہے ہیں اور سرا ملتا نہیں

اعتراض نمبر۳

اثری صاحب نے حضرت ابن عباسؓ کے اثر کو بیہقی ص۳۷ سے نقل کر کے اس کی دونوں سندوں پر جرح کی ہے (القول الانیق ص۳۶)

الجواب

ایک سند میں ابن ابی لیلیٰ ہے یہ راوی حسن درجہ کا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور دوسری سند اگر ضعیف بھی ہو تب بھی پہلی سند کی مؤید بن جائے گی اور پہلی سند میں اور زیادہ قوت پیدا ہو جائے گی۔ علامہ ابن الترکمانیؒ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

وقد ذکر الطحاوی فی	اور امام طحاویؒ نے احکام
احکام القرآن بسند جید	القرآن میں جید سند (یعنی عمدہ
عن ابن عباس قال	سند) کے ساتھ حضرت ابن
الاضحی یومان بعد	عباسؓ سے روایت کیا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یوم النحر۔ کہ قربانی دسویں ذوالحجہ کے بعد
(الجوھر النقی مع بیہقی ص۲۹۶ ج۹) دو دن میں کی جاسکتی ہے۔
(عمدۃ القاری شرح البخاری ص۱۴۸ ج۲۱)

سوال

حضرت ابن عباسؓ سے چار دن کی قربانی کی روایت سنن بیہقی ص۲۹۶ ج۹ میں موجود ہے حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے بھی اس روایت کو اپنے رسالہ "ایام قربانی ص۲۱" میں پیش کر کے ضعیف تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے۔ ہمارے دعوے کی بنیاد حضرت ابن عباسؓ کے قول مذکور پر نہیں ہے۔

الجواب

یہ روایت صرف ضعیف ہی نہیں بلکہ ڈبل ضعیف ہے یعنی سن گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی طلحۃ بن عمرو واقع ہے علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

طلحۃ بن عمرو المکی طلحۃ بن عمرو مکی بہت بڑا
دھوکذاب (محلی ص۳۴۸ ج۷) جھوٹا ہے۔
الجزء الثامن مسئلہ ۱۳۹۵ (فی وجیۃ المریض)

نیز فرماتے ہیں:

فطلحۃ مشھورٌ بالکذب طلحہ راوی سفید جھوٹ بولنے
الفاضح۔ کے ساتھ مشہور ہے۔
(محلی ص۴۵۲ الجزء السابع مسئلہ ۹۸۲)

محدث ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسیؒ (المتوفی ۵۰۷ھ) لکھتے ہیں:

طلحۃ بن عمرو ومحمد بن عثمان ومحمد بن خلید وسلیمان بن کزان دھو ضعفاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کذابون (تذکرۃ الموضوعات ص۷ مع موضوعات کبیر) کہ ملیح بن عمرو سمیت یہ چاروں راوی ضعیف اور بہت بڑے جھوٹے ہیں (اس راوی کا) مزید ترجمہ تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال میں دیکھیں۔

چیلنج

کسی صحابیؓ سے ۱۲ ذوالحجہ کی قربانی کی روایت ثابت نہیں ہمارا غیر مقلدین کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ قیامت تک اس کو ثابت نہیں کر سکتے بعض صحابہ کرامؓ پر بغیر سند اور ثبوت کے ان کے ذمہ لگا دینا کہ وہ چوتھے دن کی قربانی جائز سمجھتے تھے یہ غیر مقلدین حضرات کا صحابہ کرامؓ پر بہتان ہے۔

ایک بدترین جھوٹ

غیر مقلدین حضرات کے نزدیک شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی فرمان ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ (مسائل قربانی ص۲۳ ناشر مجلس دعوت اہلحدیث اردو بازار گوجرانوالہ) یہ حضرت علیؓ پر خالص افتراء ہے (سبحانک ھذا بھتان عظیم)

غلط بیانی

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں بلکہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر سے دونوں مسلک مروی ہیں (محلی ص۳۷۷ ج۷) بحوالہ فتاویٰ علماء حدیث ص۱۷۲ ج۱۳)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مولانا سلفیؒ کا یہ بیان درست نہیں کہ ان دونوں صحابہؓ سے چوتھے دن کی قربانی والا مسلک بھی مروی ہے محلّٰی ابن حزم میں کوئی ایسی صریح روایت نہیں ہے اس لیے مولانا سلفیؒ نے اس کو باسند نقل نہیں کیا اور صیغہ راز میں رکھتے ہوئے صرف حوالہ پر اکتفا کیا ہے اور اسی میں اپنی عافیت سمجھی ہے۔

وضاحت: محلّٰی ص ۴۴۴ ج ۷ مسئلہ ۹۸۲ میں ہے۔

وقول رابع وھو ان	اور چوتھا مذہب یہ ہے کہ
التضحیۃ یوم النحر	قربانی چار دن ہے چنانچہ
وثلثۃ ایام بعدہ روینا من	ہم نے روایت کیا ہے اس
طریق محمد بن المثنی نا عبید اللہ	سند سے۔ محمد بن المثنی عبید اللہ
بن موسی نا ابن ابی لیلی	بن موسی۔ ابن ابی لیلیٰ۔
عن الحکم بن عتیبۃ	حکم بن عتیبہ۔ مقسم۔ ابن عباسؓ
عن مقسم عن ابن عباس	نے فرمایا کہ ایام معلومات
قال الایام المعلومات	(جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے)
یوم النحر وثلثۃ	چار دن ہیں یعنی ۱۳ ذوالحجہ تک
ایام بعدہ ھکذا	اسی طرح میری کتاب محلّٰی
فی کتابی ولا ادری	میں یہ روایت مذکور ہو گئی
لعلّہ وھم	ہے اور مجھے اس کی حقیقت
واللہ اعلم۔	معلوم نہیں ہو رہی ہے شاید
٭ ٭ ٭	یہ غلط ہے واللہ اعلم۔

یہ روایت ابن حزمؒ کے ہاں غلط ہے درست نہیں ہے اس میں قربانی کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ وہ کتنے دن تک ہے اس روایت میں ایام معلومات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی تفسیر ذکر کی گئی ہے وہ چار دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لطیفہ

اگر غیر مقلدین حضرات کے ہاں قربانی موقوف ہے ایام معلومات کی تفسیر پر تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ایام معلومات دس دن ذوالحجہ کے ہیں دیکھئے (صحیح بخاری ص ۱۲۲ ج ۱)

علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

صح عن ابن عباس	کہ حضرت ابن عباسؓ، سعیدؒ
وسعید بن جبیر وابراھیم	بن جبیر، ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ۔
النخعی ومجاھد وعطاء	عطاءؒ، حسن بصریؒ فرماتے
والحسن البصری ان	ہیں ایام معلومات سے مراد دس
الایام المعلومات	دن ذوالحجہ کے ہیں آخری
عشر ذی الحجۃ	دن دس ذوالحجہ (قربانی کا
اٰخرھا یوم النحر وان	دن) ہے اور ایام معدودات
المعدودات ثلثۃ ایام بعد	دس ذوالحجہ کے بعد تین دن ہیں

یوم النحر۔ (محلی ص ۳۲ ج ۷ مسئلہ ۹۱۳)

اب غیر مقلدین حضرات کو چاہیے کہ وہ پہلی ذوالحجہ کو قربانی شروع کریں اور دس ذوالحجہ کو ختم کریں تاکہ ایام معلومات کی تفسیر پر عمل ہو سکے اور پھر ایام معدودات کی تفسیر پر عمل کرنے کے لیے ۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ کو قربانی کیا کریں لیکن دس ذوالحجہ کو قربانی نہ کریں کیونکہ یہ دس ذوالحجہ ایام معدودات کی مد میں نہیں آتا چنانچہ حافظ اثری صاحب نے ابن رشد سے نقل کیا ہے۔ یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ ایام معدودات ایام التشریق ہیں اور وہ یوم النحر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے بعد تین دن ہیں صرف سعید بن جبیر کا قول ہے یوم نحر بھی ایام تشریق میں سے ہے (بدایۃ المجتہد ص۲۲۳ ج۱)

محدث شمس الحق عظیم آبادی المتوفی ۱۳۲۹ھ لکھتے ہیں ایام تشریق کا دوسرا نام ایام منیٰ اور تیسرا نام ایام معدودات بھی ہے اور وہ ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخ کا نام ہے (عون المعبود ص۲۹۵ ج۲ ایام قربانی ص۸ تا ص۹)

پس اس تفسیر و تشریح سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے ہاں قربانی کے صرف تین دن ہیں جس کی ابتداء ۱۱ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے جب کہ دس ذوالحجہ قربانی کا دن نہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) غیر مقلدین حضرات جو یہ روایت پیش کرتے رہتے ہیں کُلُّ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ ذَبْحٌ (کہ ایام تشریق کے تمام دن ۱۱-۱۲-۱۳ قربانی کے دن ہیں)

اس روایت سے بھی وہ تین دن قربانی کے ثابت کرتے ہیں جس کی ابتداء ۱۱ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ غلط قسم کی روایت کے سہارے دراصل یہ قربانی کے منکر ہیں مسلمانوں کو قربانی کے اصل دن (دس ذوالحجہ سے روکنا چاہتے ہیں۔

ع عدوے شر برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد

لطیفہ ۲

اثری صاحب لکھتے ہیں:

مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی حنفی نے مؤطا امام مالک کے حاشیہ پر بحوالہ عینی نقل کیا ہے کہ کرخی نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے یہی نقل کیا ہے۔ ایام معدودات ایام تشریق کا نام ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی یوم النحر (عید والے دن) کے تین بعد ہیں (ایام قربانی ص۷ تا ص۸) اس سے معلوم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے ہاں چونکہ قربانی کے صرف تین دن ہیں یعنی ۱۱۔ ۱۲۔۱۳ ذوالحجہ۔ فلہٰذا امام ابوحنیفہؒ بھی دسویں ذوالحجہ کی قربانی کے منکر ہیں اور تیرھویں ذوالحجہ کی قربانی کے قائل ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ ایام معلومات یا ایام معدودات کی تفسیر سے قربانی کے دن متعین نہیں ہوتے جب تک قربانی کا صراحت کے ساتھ ذکر نہ ہو جب کہ حضرت علیؓ کی روایت میں صراحت ہے کہ ایام معدودات تین ہیں قربانی کا دن یعنی دسویں ذوالحجہ اور دو دن بعد ۱۱۔۱۲ افضل دن ہیں جس میں تو چاہے قربانی کر۔ افضل اول دن ہے۔ کما مرّ اسی طرح معلی ابن حزم میں حضرت ابن عمرؓ سے ایام معدودات کی تفسیر تین دن بعد دسویں ذوالحجہ کے نقل کی گئی ہے تو کیا اس سے مراد قربانی ہے کہ دسویں ذوالحجہ کے بعد قربانی کیا کرو (معاذ اللہ) قرآن مجید میں صراحۃً واذکروا اللہ کے الفاظ ایام معدودات اور ایام معلومات سے پہلے مذکور ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ چونکہ غیر مقلدین حضرات کے پاس چوتھے دن کی قربانی کی کوئی صحیح روایت نہیں اس لیے بے چارے غلط بحث کر کے ایام معلومات یا ایام معدودات کی تفسیر سے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جب چوتھے دن کی قربانی کی روایت ہی غلط ہے۔ منقطع ہے۔ سلیمان بن موسیٰ متکلم فیہ راوی ہے۔ اضطراب شدید کا شکار ہوا ہے۔

اس کا شاگرد سعید بن عبدالعزیز اور سلیمان بن موسیٰ آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گئے تھے یعنی حدیثیں رَل مل گئی تھیں تو جب غیر مقلدین کے مسلک بنیاد ہی سخت کمزور ہے تو اور سہاروں سے اس کو کس طرح استوار کیا جائے گا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نوٹ : اثری صاحب لکھتے ہیں : "حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت علی المتوفی ۴۰ھ کا مذہب نقل کیا ہے وہ یوم نحر کے بعد دو دن بعد تک قربانی جائز تسلیم کرتے ہیں نوویؒ نے ان سے تین دن بعد تک نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے اس بارے میں دو قول ہیں جو جس کو ملا ہے اس نے اسی کو نقل کر دیا ہے (ایام قربانی ص ۷)

پھر اثری صاحب نے ابن قیمؒ سے بھی نوویؒ کی طرح نقل کیا ہے لیکن اثری صاحب کوئی سند پیش نہیں کر سکے ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ سے چار دن کی قربانی کی کوئی سند نہیں ہے دنیا کی کوئی کتاب اس صفحہ ہستی پر موجود نہیں جس میں حضرت علیؓ سے سند کے ساتھ قربانی چار دن ثابت کی جا سکے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب بے چارہ اثری۔ ابن قیمؒ و نوویؒ کی بے سند بات اور وہم کو تحقیق تسلیم کر رہا ہے اثری لکھتے ہیں ابن ترکمانی صاحب کی لائق شان یہ تھا اس قول کو مع سند ذکر فرماتے تاکہ ہم بھی سند میں غور و تدبر کر لیتے الخ ایام قربانی ص ۲۳ کیا یہ نصیحت دوسروں کے لیے ہے۔ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین) جب کہ یہی نوویؒ داؤد ظاہری کا مسلک بھی چار دن قربانی کا نقل کرتے ہیں اپنا رسالہ ایام قربانی ص ۷ دیکھ لیں حالانکہ صریح غلط بیانی ہے داؤد ظاہری کا مذہب صرف دس ذوالحجہ کے دن قربانی کا ہے چنانچہ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ حمید بن عبدالرحمٰن صرف دس ذوالحجہ کے دن قربانی کا قائل ہے وھو قول ابی سلیمن (محلی ص ۳۴۲ مسئلہ ۹۸۲) اور یہی قول ابوسلیمن داؤد ظاہری کا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محترم اثری صاحب آپ خود لکھتے ہیں۔ قربانی صرف عید کے دن ہو سکتی ہے یہ مذہب ابن سیرین حمید بن عبدالرحمٰن اور داؤد ظاہری کا ہے (ایام قربانی ص۳)
اثری صاحب مخبوط الحواس نہ بنیں ذرا ہوش کو سنبھالا دیں آپ ایام قربانی کے ص۱۴ میں ابن حجرؒ کی وفات ۸۵۲ھ لکھتے ہیں جب کہ ص۱۵ پر وفات ۸۵۴ھ لکھتے ہیں:۔

آپ سلیمان بن موسیٰ کے بارے میں امام بخاریؒ کی جرح ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں بخاری فرماتے ہیں عندہ مناکیر (ایام قربانی ص۱۳) کتنے خشک الفاظ سے امام بخاریؒ کا نام لیا ہے کیونکہ آپ کی روایت کل ایام التشریق ذبح (تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں) کا ستیاناس ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ جیسے محدث کے ہاں یہ روایت غلط ہے لیکن جب امام بخاریؒ کا فرمان اپنی تائید میں پیش کرنے کی ضرورت پڑی تو یوں تحریر کرتے ہیں۔ احتمال ہے کہ یہ روح بن الفضل ہیں یا روح بن اسلم ہیں ادل کے بارے میں گو ابوحاتم نے کہا ہے کہ وہ مجہول ہیں مگر امیر المؤمنین فی الحدیث جناب امام بخاری جیسی عدیم النظیر اور فقید المثال شخصیت گویا ہے کہ روح بن الفضل فن حدیث میں معروف ہیں میزان ص۶۱ ج۲ (ایام قربانی ص۲۳)۔ اثری صاحب جب امام بخاریؒ آپ کی غلط روایت کے راوی سلیمان بن موسیٰ پر جرح کر رہے ہیں تو وہ اس وقت ان القاب کے مستحق نہ تھے یہ منافقانہ چال اچھی نہیں یہ روش چھوڑ دو۔

جھوٹ اور خیانت

اثری صاحب روح بن اسلم کے متعلق لکھتے ہیں تو وہ بھی ثقہ راوی ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ حافظ (ابن حجر) بحوالہ ابن ابی خیثمہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں ابن معین سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صحیح راوی ہیں (ایام قربانی ص۲۳)

اثری صاحب نے بالکل جھوٹ بولا ہے ابن معینؒ نے اس راوی کے متعلق ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ وہ صحیح راوی ہیں۔ چنانچہ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وقال ابن ابی خیثمۃ سُئل ابن معینٍ عنہ فقال لیس بذاک ولکن من اھل الکذب (تھذیب ص۲۹۱ ج۳)

اور محدث ابن ابی خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ اس راوی کے بارے میں امام یحیی بن معینؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مضبوط نہیں ہے البتہ جھوٹ بولنے والوں میں شمار نہیں ہوتا۔

قارئین کرام کی خدمت میں اصل عبارت اور اس کا صحیح ترجمہ پیش کر دیا گیا ہے (لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ) محدثین کرامؒ نے جو اس راوی پر جرح کی ہے اس کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

(۱) محدث عفانؒ فرماتے ہیں روح بن اسلم کذابؒ (روح بن اسلم بہت بڑا جھوٹا ہے)

(۲) ابوحاتمؒ فرماتے ہیں لین الحدیث ہے۔

(۳) امام بخاریؒ فرماتے ہیں محدثین اس میں جرح کرتے ہیں۔

(۴) محدث دارقطنیؒ فرماتے ہیں ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

(۵) محدث ابن الجارودؒ فرماتے ہیں عنادہ مناکیر (اس کے پاس اوپری روایتیں ہیں) (تہذیب ص۲۹۱ تا ص۲۹۲ ج۳)

(۶) اثری صاحب کے حافظ دنیا ابن حجرؒ فرماتے ہیں روح بن اسلم ابوالہیثم ابوحاتم البصری ضعیفؒ (تقریب ص۱۰۴) کہ یہ ضعیف راوی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ع ۔ دروغ گو را بمنزل باید رساند

غیر مقلدین حضرات کے پاس اس مسئلہ میں نہ تو کوئی صحیح حدیث موجود ہے اور نہ حسن درجہ کی حدیث موجود ہے بلکہ ہلکے درجے کی ضعیف بھی موجود نہیں ہے ہاں سخت قسم کی ضعیف ہے جو مردود کی قسموں میں شمار کی جاتی ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابیؓ سے بھی چوتھے دن کی قربانی کی کوئی روایت مروی نہیں ہے نہ سند صحیح سے نہ حسن سے نہ ہلکے درجے کی ضعیف سند سے ہاں ایک جھوٹی دمن گھڑت سند سے ابن عباسؓ سے مروی ہے اس لیے اب غیر مقلدین حضرات نے کچھ آثار تابعینؒ سے بھی اپنے مذہب کو سہارا دینے کی کوشش فرمائی ہے حافظ اثری صاحب نے حضرت حسن بصریؒ و حضرت عطاءؒ سے چوتھے دن کی قربانی سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۹۶ ج ۹ سے اس سند حدثنا محمد بن یحی انباء روح ثنا حماد عن مطر۔ سے پیش فرمائی ہے اس کی سند میں ایک راوی تو خیر سے روح بن اسلم بہت بڑا جھوٹا واقع ہے جس کا حال ابھی گذرا اس راوی کے مجروح ہونے سے روایت ردی ہو گئی ہے۔ دوسرا راوی مطر بن طہمان اس سند میں واقع ہے اس پر جرح کرنے کی ضرورت تو نہیں مگر اثری صاحب نے جو خیانت کا ارتکاب کیا ہے اس کو ذرا قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اثری صاحب نے سطر راوی کی توثیق نقل کی ہے اور پھر امام نسائیؒ پر برس پڑے ہیں لکھتے ہیں۔ ائمہ کی اس قدر تصریحات کے مقابلے میں جناب امام نسائی مرحوم کا لیس بالقوی کہنا کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ (ایام قربانی ص ۲۵)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب

محترم اثری صاحب خیانت کرنا حرام ہے مگر آپ لوگوں کے لیے مسلک کے تعصب میں خیانت کرنا کوئی جرم نہیں۔ آپ نے امام نسائیؒ کی جرح ذکر کی ہے اور باقی محدثین کرامؒ کے جرحی کلمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ عبداللہ بن احمدؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے مطر راوی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام یحیی بن سعید القطانؒ مطر الوراق کی حدیث کو ابن ابی لیلیٰ کی حدیث کے مشابہ قرار دیتے تھے حافظہ کی خرابی میں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ عطاءؒ سے روایت کرنے میں ضعیف ہے محدث ابن سعدؒ فرماتے ہیں کان فیہ ضعف فی الحدیث (حدیث میں کچھ کمزور تھا) امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں لیس ھو عندی بحجۃ (وہ میرے نزدیک حجت نہیں ہے) دلا یقطع بہ فی حدیث اذا اختلف (اور اس کی روایت پر اعتماد نہ کیا جائے جب اختلاف کرے) محدث ساجیؒ فرماتے ہیں سچا ہے بھول جاتا ہے ابن حبانؒ فرماتے ہیں بعض اوقات خطاء کر جاتا ہے (تہذیب ص۱۶۸ ج۱۰ تا ص۱۶۹)

اثری صاحب کے حافظ دینا (ابن حجرؒ) فرماتے ہیں صدوق کثیر الخطاء وحدیثہ عن عطاء ضعیف (تقریب ص۳۲۸) سچا ہے لیکن کثیر الخطاء (بہت خطاء کرنے والا) ہے خاص کر اس کی حدیث عطاءؒ سے ضعیف ہے۔ کثیر الخطاء راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

مخبوط الحواسی

اثری صاحب ایام قربانی کے ص۲۴ میں لکھتے ہیں۔ مطر صاحب عطاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے حدیث نقل نہیں کر رہے ان کا اپنا قول بیان کر رہے ہیں لیکن اثری صاحب اسی قول کے متعلق ص۲۵ میں لکھتے ہیں لہٰذا ائمہ عظام کے تفصیلی بیانات کے بعد حدیث کی صحت و درستگی میں ذرہ برابر شک نہیں رہتا (بہت خوب سبحان اللہ دریں چہ شک۔ ڈیروی) اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے آمین (ایام قربانی ص۲۵)

علماء کا فتویٰ

اثری صاحب یہ عنوان قائم کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ابن جریج حضرت عطاء سے نقل فرماتے ہیں ایام تشریق میں ذبح و قربانی جائز ہے (السنن الکبریٰ ج۹ ص۲۹۶) ایام قربانی ص۲۵۔

اثری صاحب نے پھر خود اعتراض نقل کر کے یوں جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ اعتراض ابن جریج مدلس ہے اور مدلس راوی جب عن فلاں یا قال فلاں کہے تو وہ قابل قبول نہیں ہے۔ جواب یہاں تدلیس قطعاً مضر اور نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت عطاء کے پاس سترہ سال رہے ہیں حافظ ابن حجر مرحوم لکھتے ہیں ابوبکر بن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن عرعرہ نے ہمیں یحییٰ بن سعید (صحیح سعید ہے ڈیروی) سے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے کہا کہ جب قال عطاء (عطاء نے کہا ہے) کہتا ہوں تو میں نے ان سے سنا ہوتا ہے اگرچہ میں سماع کا اعلان نہ بھی کروں۔ (ایام قربانی ص۲۶)

الجواب

اثری صاحب آپ کو یا تو بات سمجھنے کی استعداد نہیں ہے یا خیانت کا آپ نے ارتکاب کیا ہے یہ بات عطاء بن ابی رباح کے متعلق ابن جریج

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کہہ رہا بلکہ یہ عطاء خراسانی کے متعلق کہہ رہا ہے چنانچہ آپنے پوری عبارت ذکر نہیں کی اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے اس کے بعد متصل ہی ابوبکر بن ابی خیثمہؒ فرماتے ہیں :

قال ابوبکر ورأیت فی کتاب علی بن المدینی سألت یحیٰی بن سعید عن حدیث ابن جریج عن عطاء الخراسانی فقال ضعیف قلت لیحیٰی انہ یقول اخبرنی قال لا شیٔ کلہ ضعیف انما ھو کتاب دفعہ الیہ (تھذیب التھذیب ص۴۰۲ ج۶)

"ابوبکر (ابن ابی خیثمہؒ) فرماتے ہیں میں نے امام علی بن المدینیؒ کی کتاب میں دیکھا وہ فرماتے ہیں میں نے امام یحیٰی بن سعید القطانؒ سے ابن جریج کی ایک حدیث کے بارے میں پوچھا جو وہ عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں تو فرمایا ضعیف ہے میں نے یحیٰیؒ کو کہا کہ ابن جریج کہتا ہے مجھے عطاء نے خبر دی تو یحیٰیؒ نے فرمایا کچھ نہیں ضعیف ہے عطاء نے ابن جریج کو کتاب دی تھی ابن جریج نے عطاء سے خود نہیں سنا۔"

اب یہ بات جس کو ابوبکر بن ابی خیثمہؒ بیان کر رہے ہیں عطاء خراسانی کے متعلق ہے اور ابوبکر ابن خیثمہؒ نے پھر اس کی تردید بھی علی بن المدینیؒ کی کتاب سے کر دی ہے۔ اس لئے ابن جریج میں تدلیس کا عیب ہونا بدستور باقی ہے۔ اور مدلّس ہونا ابن جریج کا آپ کو مسلّم ہے۔ فلہذا روایت کے ضعیف ہونے میں شک نہ رہا۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن جریج کی عنعنہ والی روایت کیسے حسن ہو سکتی ہے (ابکار المنن ص۲۲۵ باب ماجاء فی الدعاء بعد المکتوبۃ ملخصاً)۔

حافظ اثری صاحب نے ابن حزمؒ کے محلّٰی سے بھی عطاءؒ وغیرہ سے

۱۳ ذوالحجہ تک قربانی کرنے کا قول نقل کیا ہے لیکن یہ معلق روایتیں ہیں ابتداء سے ان کے راوی موجود نہیں ہیں فلہذا اثری صاحب کو اس کی پوری سند نقل کرنا چاہیے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے ۱۳ ذوالحجہ تک کی قربانی کا قول السنن الکبری ص ۲۹۷ ج ۹ سے نقل کیا ہے لیکن سند میں اسماعیل بن عیاش واقع ہے جو ضعیف ہے اثری صاحب نے یہ جواب دیا کہ جمہور کے ہاں شامیوں سے اس کی روایت معتبر ہے اہل حجاز سے معتبر نہیں ہے اور یہ روایت شامیوں سے ہے۔ امام بیہقیؒ اس ضابطہ کو نہیں مانتے وہ اسمٰعیل بن عیاش کو لیس بحجۃ کہتے ہیں یعنی حجت نہیں، حالانکہ اس مقام پر روایت اہل شام میں سے ہے دیکھئے (بیہقی ص ۳۲۶ ج ۹ کتاب الضحایا)۔

جواب یہ ہے کہ ہم یہ ضابطہ مانتے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے کہ جب تدلیس نہ کرے کیونکہ یہ اسمٰعیل بن عیاش تیسرے طبقہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۳۷ لابن حجرؒ)

نرالے شیخ الحدیث کے کمالات

کمال نمبر ۱

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں جب حضورؐ سے پوچھا گیا کہ ماھذہ الاضاحی یارسول اللہ کے رسول یہ قربانیاں کیا ہیں تو آپ نے فرمایا سنۃ ابیکم ابراھیم تو حضور نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں الخ (رسائل قربانی ص ۲۴)

الجواب

یہ روایت جھوٹی دمن گھڑت ہے اس نرالے شیخ الحدیث کو پہلے یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روایت تو بیان کرنا ہی مناسب نہ تھا ورنہ اس کی حقیقت ظاہر کر دیتے اگر اس کے من گھڑت ہونے کا علم تھا۔

اس کی سند یوں ہے : حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا یزید بن ھارون انا سلام بن مسکین عن عائذ اللہ المجاشعی عن ابی داؤد عن زید بن ارقم (الی) ماھذہ الاضاحی یارسول اللہ (الحدیث) مسند احمد ص۳۶۸ ج۴ ۔

امام بیہقیؒ امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ عائذ اللہ المجاشعی کی روایت صحیح نہیں (السنن الکبری ص۲۶۱ ج۹)

یہ روایت مستدرک حاکم ص۳۸۹ ج۲ میں بھی مذکور ہے امام حاکمؒ فرماتے ہیں صحیح الاسناد ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں عائذ اللہ راوی کے متعلق امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث (ضعیف حدیث والا) ہے تلخیص المستدرک ص۳۸۹ ج۲) علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں۔

موضوعٌ (من گھڑت ہے) سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعہ ص۱۴ ج۲ اصل راوی جس پر سخت قسم کی جرح ہے وہ عائذ اللہ کا استاد ابو داؤد ہے جس کا نام نفیع بن الحارث الاعمی ہے یہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ نقادی علمائے حدیث ص۱۲۰ ج۱۳ میں ہے دوسرے راوی ابو داؤد نفیع بن الحارث الاعمی حمدانی ہیں۔ امام یحیی بن معین فرماتے ہیں یہ شخص حدیثیں وضع کیا کرتا تھا (خلاصہ تہذیب الکمال) امام عقیلی فرماتے ہیں غالی رافضی تھا امام نسائیؒ اور امام دار قطنیؒ کے نزدیک متروک ہے امام ابوزرعہ کا ارشاد ہے کہ یہ شخص کسی کام کا نہیں امام ابن حبانؒ فرماتے اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے یہ شخص واعظ بھی تھا اور جھکاری بھی حضرت قتادہؒ نے اسے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جھوٹا کہا ہے (میزان ص ۲۷۲ ج ۴)

نرالے شیخ الحدیث نے اگر اردو کے اس فتاویٰ کو دیکھ لیا ہوتا تو اس من گھڑت روایت کے ذکر کرنے کی شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی۔

کمال نمبر ۲

نرالے شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں اور امام بخاری کے استاد امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں (رسائل قربانی ص ۱۶)

امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہوئی جب کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ تیرہ سال قبل وفات پا چکے تھے یعنی ۱۸۱ھ میں تو عبداللہ بن مبارک سے امام بخاریؒ نے کیسے علم حاصل کر کے شرف تلمذ حاصل کیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہ نرالے شیخ الحدیث خیر سے امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان بھی ہیں (سبحان اللہ)

کمال نمبر ۳

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں قربانی کے دن آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ غسل کرتے خوشبو لگاتے پھر عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد پڑھتے جاتے (رسائل قربانی ص ۱)

اس نرالے شیخ الحدیث صاحب نے اس حدیث کا مخرج بیان نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے دال میں کچھ کالا کالا ہے جب کہ مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی غیر مقلد نے صلوۃ الرسول ص ۴۰۹ میں اس تکبیر پڑھنے کا حوالہ دارقطنی سے ذکر کیا ہے لیکن مولانا صادق صاحب نے اس کی سند کے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کی ہے حالانکہ اس کی سند میں دو راوی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رافضی قسم کے کذاب اور وضاع واقع ہیں۔ (۱) عمر وبن شمر ہے (۲) جابر جعفی ہے (دیکھئے سنن الدارقطنی صـ۲۵۰)

اس لیے نرالے شیخ الحدیث صاحب نے اصل مأخذ سے حوالہ نہ دینے میں اپنی عافیت سمجھی ہے جو اُن کیلئے نکلئے عافیت کے سرمندگی کا سبب بن گیا ہے ہاں تکبیر کے یہ الفاظ بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں جس کو حکماً مرفوع کہہ سکتے ہیں۔

کمال نمبر ۴

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں "بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر امیر آدمی کا قربانی کا جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو اس کو اس کے بدلے قربانی دینی واجب نہیں اور غریب آدمی کا قربانی کا جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو اس پر دوبارہ قربانی واجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ کسی مولوی یا امام نے بادشاہ یا امیر لوگوں کی خوشامد کے لیے بیان کیا ہے ورنہ قربانی تو اسی کے لیے ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے جو غریب آدمی ہے اور دوسری قربانی خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اُس کے لیے دوبارہ واجب کیا جائز ہی نہیں ہے (مسائل قربانی صـ۸)

حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اصل مسئلہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھا لیکن اس پر تبصرہ بلا تحقیق ہی شروع کر دیا ہے۔ اصل مسئلہ ملاحظہ ہو۔ اگر امیر نے قربانی کا جانور مقرر کر رکھا تھا اور وہ غائب ہو گیا تو امیر نے دوسرا مقرر کر دیا۔ لیکن قربانی کے دن سے پہلے وہ گمشدہ جانور مل گیا تو اس پر ایک قربانی لازم آتی ہے جس جانور کو ذبح کر دے کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر ایک قربانی کرنا لازمی تھا۔ اگر غریب نے قربانی کا جانور خریدا لیکن اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر قربانی کرنا لازمی نہ تھا اور جانور گم ہو گیا غریب نے پھر اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے دوسرا جانور خرید لیا اور پہلا جانور گمشدہ بھی مل گیا تو قربانی کے دن غریب دونوں جانور ذبح کرے گا کیونکہ پہلا جانور جو گم ہو گیا تھا غریب کے مقرر کرنے کی وجہ سے اس پر لازم ہو گیا تھا دوسرا جانور بھی غریب نے اپنے اوپر لازم کر دیا ہے اس لیے غریب کو دو جانور ذبح کرنے ضروری ہیں جیسے نذر مان لینے سے چیز واجب ہو جاتی ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو نذر ماننے کا حکم نہیں دیا تھا اور امیر کی مثال زکوٰۃ دینے والے کی طرح ہے اگر امیر نے زکوٰۃ دینے کے لیے رقم الگ کر لی تھی اور وہ چوری ہو گئی ہے امیر نے دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے پھر رقم مختص کر لی ہے دریں اثناء وہ چوری شدہ رقم دوبارہ حاصل ہو گئی ہے تو ان میں سے ہر ایک رقم سے اگر پوری زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے تو ایک مقررکردہ رقم کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہے وہ پورا ہو جاتا ہے کیونکہ امیر کے مقرر کرنے سے اس پر لازم نہیں ہوا تھا اصل مسئلہ یوں تھا جس کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان سمجھنے سے قاصر رہے اور دوسروں پر بدگمانی اور بہتان بازی اپنی روایتی انداز میں کرنے پر اتر آئے۔

کمال نمبر ۵

قرآن مجید کی آیت زیر بحث شیخ الحدیث نے غلط لکھ دی ہے چنانچہ حضرت لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم آمنتم باللہ ورسولہ ذالک خیر واحسن تاویلا

ایضاً (مسائل قربانی ص۱۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حالاں کہ قرآن مجید میں آیت اس طرح ہے اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ (پ۵)

سوال: یہ کاتب کی غلطی ہے حضرت نرالے شیخ الحدیث صاحب کی نہیں۔

الجواب

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کی کتاب۔ ایضاح الادلہ ص۹۷ میں یہ آیت کاتب کی غلطی سے غلط لکھی گئی تھی لیکن غیر مقلدین حضرات نے اپنے رسائل و کتابوں میں حضرت شیخ الہندؒ کے خلاف جوگندی زبان استعمال کی اور غلیظ فتوے لگائے (الامان والحفیظ) حالانکہ عبارت کے مضمون سے کاتب کی غلطی آشکارا ہو جاتی ہے نیز اسی ایضاح الادلہ کے ص۲۵۶ میں یہ آیت درست لکھی ہوئی موجود ہے جس سے کاتب کی غلطی یقیناً ثابت ہوئی جبکہ نواب صدیق حسن خان جو غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد ہیں ان کی کتابوں میں اکثر آیات قرآنیہ غلط لکھی ہوئی موجود ہیں مثلاً بغیۃ الرائد فی شرح العقائد ص۱۳، ص۱۹، ص۴۳، ص۵۴، ص۵۹، ص۶۵، ص۸۹، ص۱۱۶، ص۱۲۶ دیکھ لیں اس کتاب کو مولانا خالد گھر جاکھی نے اپنے ادارہ احیاء السنہ گھر جاکھ گوجرانوالہ سے شائع کیا ہے نزل الابرار ص۳۲، ص۱۴۹، ص۱۵۰، ص۱۵۳، ص۲۲۵، ص۲۵۱ کو دیکھ لیں یہ کتاب نواب صاحب کی قسطنطنیہ (ترکی) سے ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوئی ہے۔ الروضۃ الندیہ ص۱۲۵ و ص۱۴۵ و ص۱۴۶، ص۱۵۵ و ص۱۵۶ و ص۲۴۲ و ص۳۰۸ مطبع علوی ہند میں ملاحظہ کریں۔ بہرحال میں ان اغلاط کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ورنہ تو ایک مستقل رسالہ ان پر لکھا جا سکتا ہے۔

لیکن غیر مقلدین حضرات نے کبھی نواب صاحب کے خلاف زبان نہیں کھولی جس سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ انہیں قرآن مجید کی عزت سے نواب صاحب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی عزت زیادہ عزیز ہے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

کمال نمبر ۶

نرالے محدث لکھتے ہیں قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کے لیے ایام معلومات کا لفظ بولا ہے یعنی ایام کا لفظ بھی جمع کا صیغہ ہے اور معلومات بھی جمع کا صیغہ ہے عام طور پر ایام جو جمع قلت ہے اس کی صفت واحد آتی ہے جیسے پہلے پارہ میں ہے وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ کہ ایام جمع قلت کا صیغہ ہے اور اس کی صفت معدودۃ واحد کا صیغہ آئی ہے اس لیے یہاں تین دن سے اوپر نہیں ہوگا لہذا ایام معلومات میں اس کی صفت معلومات جمع کا صیغہ لاکر یہ ثابت کرنا تھا کہ یہ دن تین نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہیں۔

علم بلاغت میں یہ قاعدہ مذکور ہے کہ جب جمع قلت کی صفت جمع ہے تو وہاں تین دن سے زیادہ مراد ہوا کرتے ہیں لہذا قرآن مجید سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین نہیں بلکہ تین دن سے زائد ہیں اسی لیے صحابہ کرام جو بلاغت کے ماہر تھے انہوں نے ایام معلومات کی تفسیر چار دن کی قربانی سے کی ہے (رسائل قربانی ص ۱۹ تا ۲۰)

الجواب

قرآن مجید کی آیت لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ میں نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ یہاں تین دن سے اوپر نہیں ہوگا۔ بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ اس آیت کے تحت سات دن ایک قول میں ذکر کئے گئے ہیں ورنہ تو اکثر مفسرین چالیس دن کا ذکر کرتے ہیں کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم چالیس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دن آگ جہنم میں رہیں گے

کیونکہ اتنی مدت انہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی۔ تفسیر جلالین ص ۱۳ میں ہے اربعین یوماً (چالیس دن)۔ غیر مقلدین حضرات کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں نہایت سے نہایت چالیس روز تک تفسیر ثنائی ص ۱۴ ثنائی اکادمی لاہور۔ نیز دیکھئے تفسیر درمنثور ص ۸۴ ج ۱ تا ص ۸۵۔

باقی نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ صحابہ کرامؓ نے ایام معلومات کی تفسیر چار دن کی قربانی سے کی ہے۔ یہ صحابہ کرامؓ پر بہتان و افترا ہے صحابہ کرامؓ سے چار دن کی قربانی کے صریح الفاظ کس کتاب میں ہیں اس کی سند بیان کریں ورنہ اس افترا عظیم سے توبہ کریں تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو سکے۔ اس کتاب کے آخر میں ایام معلومات اور ایام معدودات کی تفسیر اور اس کی مراد واضح کر دی گئی ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

مجلس دعوت اہلحدیث اردو بازار گوجرانوالہ کا شکریہ

مجلس دعوت اہلحدیث کے ہم شکر گذار ہیں کہ وہی ہمارے اس رسالہ لکھنے کا سبب بنے ہیں ایک مرتبہ انہوں نے مولانا حافظ محمد الیاس صاحب اثری کا رسالہ ایام قربانی کی تحقیق اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب کا رسالہ مسائل قربانی بذریعہ ڈاک ہمارے شیخ مکرم حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ کو ارسال کئے اور جواب کا مطالبہ کیا۔ راقم الحروف نے ان دونوں رسالوں کا جواب لکھ کر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجلس دعوت اہلحدیث سے ایک شکوہ

اپنے مسلک کی حمایت میں کتابیں لکھنا رسائل لکھنا کوئی بری بات نہیں البتہ اشتہار بازی اچھی چیز نہیں میرے خلاف مجلس دعوت اہلحدیث نے الاعتصام ہفت روزہ لاہور ۲۳ جون ۱۹۸۹ء / ۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ کا ایک مضمون جس کا عنوان ہے کیا امام بخاری متروک الحدیث ہیں کی فوٹو کاپیاں کرا کر لفافوں میں ملفوف کر کے بذریعہ ڈاک عوام الناس و بعض خواص کی طرف بھیجی گئی ہیں بعض حضرات نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ اس کا جواب اشتہار کی صورت میں دیا جائے لیکن راقم الحروف نے اس کو پسند نہیں کیا اس مضمون کا جواب نور الصباح حصہ دوم میں تفصیل کے ساتھ آرہا ہے غیر مقلدین حضرات کے بہت سے پوشیدہ راز ہمارے پاس موجود ہیں لیکن ہم اسے اشتہار کی شکل میں پیش کرنا درست نہیں سمجھتے مثلاً ماہنامہ صدائے ھوش لاہور جلد ۱ جولائی ۱۹۸۹ء شمارہ ۲ (جس کے مدیر ایم نوید اختر۔ مدیر اعزازی ناہید شاہد ہیں اور یہ حضرات اہلحدیث ہیں قاضی عبدالقدیر خاموش کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں) ص ۳۱ میں تنگ آمد بجنگ آمد کے عنوان کے تحت زالے شیخ الحدیث حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب کے متعلق تحریر ہے حضرت الامیر۔

اخلاق

اگر کوئی صاحب علم ان کے پاس سے گزرے تو وہ ان سے ناآشنا ہو اور موصوف سے تکلم ہوں تو بے ساختہ اس کی زبان پر یہ آیت آئے گی وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ آپ ان کے کسی بھی قریبی رفیق سے اس بارے استفسار کر لیں وہ اس کی تائید و توثیق کرے گا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علمی حالت

جب عراق ایران جنگ خشکی سے سمندر تک پہنچی ان دنوں حضرت الامیر نے اہلحدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ کے صدر جناب محترم فاروق احمد ناگی کی رہائش پر ایک وقار تقریب میں شرکت فرمائی اس موقع پر ایک صحافی نے موصوف سے سوال کیا۔ خلیج کی موجودہ صورت حال پر آپ کا نقطہ نظر کیا ہے۔ حضرت الامیر نے فرمایا کہ خلیج کسے کہتے ہیں ایسے باخبر قائدین کی موجودگی میں جماعت کیسے ترقی کر سکتی ہے۔

خوف خدا

ہفت روزہ الاسلام کے گزشتہ شمارہ میں لکھا گیا کہ حضرت الامیر عصر حاضر کے زندہ ولی ہیں۔

آئیں آپ کو اس ولی کی ولایت کا ایک عکس دکھائیں۔ ایک تقریب میں عصر حاضر کے اس ولی نے خنزیر کا گوشت کھایا جب اس پر انہیں آگاہ کیا گیا تو یہ ولی اس پر نادم ہونے کے بجائے اور شریعت کے مطابق فتے کرنے کی بجائے مسکرا کر فرمانے لگے یہ تو بڑا مزیدار ہے۔ اس کی تصدیق صاحبزادہ ابتسام الٰہی ظہیر کی جاتی سکتی ہے جس کے حوالے سے موصوف کو عصر حاضر کا ولی ٹھہرایا گیا ہے۔ اس لحم خنزیری کی لذت حاصل کرنے میں شیخوپورہ کا ایک مولوی بھی شریک ہے جو حضرت الامیر کا ہم نام ہے۔ ایسے افراد کی ولایت سے انکار ناممکن ہے الخ۔

ایسی باتیں کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے یہ عجیب قسم کے اہلحدیث ہیں جو اپنے اہلحدیث بھائیوں کو بھی معاف نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باب نمبر ۱

اس باب میں تین دن کی قربانی کے دلائل بیان کئے جائیں گے اور ثابت کیا جائے گا کہ چوتھے دن کی قربانی درست نہیں ہے اور اس کے بہت سے دلائل ہیں۔

دلیل نمبر ۱

عن سلمۃ بن اکوع	حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے
قال قال النبی صلی اللہ	ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من ضحی منکم	علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو
فلا یصبحن بعد ثالثۃ	قربانی کرے پس تیسری رات
وبقی فی بیتہ	کے بعد نہ صبح کرے کہ اس
منہ شیئ۔	کے گھر میں قربانی کے گوشت
(بخاری شریف ص ۸۳۵ ج ۲ و مسلم ص ۱۵۹ ج ۲)	میں سے کچھ بچا ہوا موجود ہو۔

جب چوتھے دن قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی رکھنا بھی درست نہیں تھا تو پورا جانور ذبح کر کے کھانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۲

عن عائشۃ قالت	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قربانی
الضحیۃ کنا نملح منہا	کے گوشت کو ہم نمک لگا کر نبی
فنقدم بہ الی النبی	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صلی اللہ علیہ وسلم	ہیں پیش کیا کرتے تھے مدینہ
بالمدینۃ فقال	منورہ میں تو نبی اکرم صلی اللہ
لا تأکلوا الا ثلثۃ ایام	علیہ وسلم نے فرمایا تین دن
ولیست بعزیمۃ	کے علاوہ قربانی کا گوشت
ولکن اراد ان یطعم	نہ کھایا کرو (حضرت عائشہؓ
منہ واللہ اعلم	کا خیال ہے) کہ یہ فیصلہ لازمی
(بخاری شریف ص ۸۲۵ ج ۲)	نہیں تھا بلکہ ارادہ یہ تھا کہ
	دوسرے کو گوشت کھلائے

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ چوتھے دن کی قربانی شریعت میں ثابت نہیں ورنہ چار دن گوشت کھانے کی اجازت ہوتی۔

دلیل نمبر ۳

ابو عبید مولیٰ ابن ازہرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس عید کے دن حاضر ہوا پس

فصلی قبل الخطبۃ	انہوں نے نماز خطبہ سے پہلے
ثم خطب الناس فقال	پڑھی پھر لوگوں کو خطاب
ان رسول اللہ صلی	کیا پس فرمایا کہ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نہاکم	اللہ علیہ وسلم نے تمہیں منع
ان تأکلوا لحوم نسککم فوق	کیا ہے کہ تم اپنی قربانیوں کا
ثلاث۔	گوشت تین دن سے اوپر کھاؤ

(بخاری ص ۸۳۵ ج ۲ و مسلم ص ۱۵۷ ج ۲ و بیہقی ص ۲۹۰ ج ۹)

اور مصنف عبدالرزاق ص ۲۸۱ ج ۳ میں اس روایت کے اندر اسی طرح بھی ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ تین راتوں کے بعد قربانیوں کا گوشت مت کھاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عید کے دن تھا تو تین دن ۱۰ ذوالحجہ سے بارہ ذوالحجہ تک ہیں تیرہویں ذوالحجہ اس سے خارج ہے لیکن غیر مقلد فتنہ باز کہے گا۔ میں نہ مانوں۔

دلیل نمبر ۴

عن عبد اللہ بن	حضرت ابن عمر فرماتے ہیں
عمرؓ قال قال رسول	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ	نے فرمایا کہ قربانیوں کا گوشت
وسلم کلوا من	تین دن کھایا کرو اور حضرت
الضاحی ثلاثاً وکان	عبداللہ ابن عمرؓ جب منیٰ سے
عبد اللہ یأکل	مکہ مکرمہ واپس آتے تو زیتون
بالزیتِ حین ینفر	کا تیل (روٹی) کے ساتھ
من منیٰ من اجل	استعمال کرتے گوشت کا ساتھ
لحوم الھدی۔	استعمال نہ کرتے کہ کہیں قربانیوں
(بخاری ص ۸۳۵ ج ۲)	کا گوشت نہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کی قطعاً اجازت نہ تھی سوا تین دن کے عام ہے اپنی قربانی کے جانور کا گوشت ہو یا کسی دوسرے کی قربانی کے جانور کا گوشت ہو تین دن سے زیادہ نہیں کھا سکتا۔ اور بیہقی ص ۲۹۰ ج ۹ میں ہے کہ حضرت سالمؒ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ تین دن کے بعد تمام قربانیوں کے جانوروں کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے (یعنی کسی کی قربانی کے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نرالے شیخ الحدیث کا حدیث کے ساتھ استہزاء (معاذ اللہ)

امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔ اب آیئے اس حدیث کی طرف جو حنفی علماء تین دن کی قربانی پر پیش کرتے ہیں حنفی علماء اور خصوصاً مولانا سرفراز صاحب نے تین دن کی قربانی پر بخاری اور مسلم کی صحیح ترین حدیث پیش کی ہے فرماتے ہیں کہ یہ ایسی دلیل ہے کہ جس کے برابر اہلحدیثوں کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ حدیث یہ ہے آپ نے فرمایا: مَنْ ضَحّٰی مِنْکُمْ فَلَا یُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَۃٍ وَبَقِیَ فِیْ بَیْتِہٖ مِنْہُ شَیْءٌ۔ بخاری جلد ۲ مسلم جلد ۲۔

پہلے آپ اس حدیث کا ترجمہ پڑھ لیں۔ آپ ترجمہ ہی سے سمجھ لیں گے کہ اس حدیث سے تین دن کی قربانی کس طرح کشید کی گئی ہے۔ کشید کا لفظ میں نے اس لیے لکھا ہے کہ یہ مسئلہ اس حدیث سے کھینچا کھینچی سے ہی نکالا جا سکتا۔ حدیث کا مفہوم تو یہ نہیں ہے ترجمہ یہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے دن کی رات کے بعد صبح کے وقت اس کے گھر میں اس قربانی کی کوئی چیز نہ رہنی چاہیئے۔ قارئین آپ ہی بتایئے تین دن کی قربانی کا کون سا ذکر ہے کس لفظ کا معنی ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ چاول سفید ہیں لہذا معلوم ہوا کہ زمین گول ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے بہت غریب لوگ مدینہ میں آ گئے تو آپ نے فرمایا جو شخص قربانی کرے وہ تین تک گوشت رکھ سکتا ہے باقی گوشت ان غرباء پر صدقہ کر دے کیونکہ یہاں تین دن کا ذکر ہے اور حنفی مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لیے تین دن

کے لفظ کی تلاش تھی۔ لہٰذا اس حدیث میں تین دن گوشت رکھنے کا ذکر آگیا۔ انہوں نے جھٹ کہہ دیا کہ تین دن کی قربانی ثابت ہوگئی۔ مثل مشہور ہے کہ اندھے حافظ کو بھوک لگی ہوئی تھی کسی نے پوچھا کہ حافظ صاحب دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ حافظ صاحب نے کہا چار روٹیاں اب ان حافظ صاحب سے کوئی پوچھے کہ دو اور دو تو چار ہوئے یہ چار کے ساتھ روٹیوں کا ذکر کہاں سے آگیا۔ یہی حال ان اندھے مقلدوں کا ہے کہ غربار کی مدد کے لیے حضورؐ نے تین دن تک قربانی کا گوشت رکھنے کی تو اجازت دی۔ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ قربانی بھی تین دن ہے۔ الغرض یتشبث بالحشیش (صحیح الغریق یتشبث ہے ڈیرودی) ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اسے کہتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی قرآن وحدیث سے دلیل ہوتی تو ایسے بودے استدلال کی کیا ضرورت تھی ان لوگوں کو بزعم خویش فقیہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اچھا مولانا صاحب یہ مسئلہ صحیح ہے کہ جب تک گوشت رکھنا جائز ہے تب تک قربانی بھی جائز ہے آپ کا مسلک ہے بارہ ذوالحج کو قربانی جائز ہے جو شخص بارہ ذوالحج کو قربانی کرے گا وہ تین دن تک گوشت گھر میں رکھ سکتا ہے وہ قربانی بھی کر سکتا ہے تو پھر بارہ کی شام کو جو قربانی کی اس کا گوشت پندرہ ذوالحج کی شام تک رکھ سکتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ قربانی پندرہ ذوالحج تک بھی دے سکتا ہے۔ تیرہ ذوالحج کی قربانی سے جان چھڑاتے چھڑاتے۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کی قربانی بھی گلے پڑ گئی۔ اسے کہتے ہیں گئے تھے نماز بخشوانے اُلٹے روزے بھی گلے پڑ گئے۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مَنْ ضَحّٰی میں مَنْ کا لفظ عام ہے جو بھی قربانی کرے چاہے دس ذوالحج کو کرے یا گیارہ کو کرے یا بارہ کو کرے سب کے لیے حکم ہے پھر آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی دوسرے کی قربانی کا گوشت بھی نہیں رکھ سکتا۔ فرمایا یہ ہے کہ اپنی قربانی کا گوشت تین دن بعد نہیں رکھ سکتا۔ جس نے دس کو قربانی کی وہی شخص دوسری قربانی بارہ کو ذبح کرتا ہے کیا یہ اس قربانی کا گوشت بھی تین دن رکھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے رکھ سکتا ہے لہذا یہ چودہ۔ پندرہ تاریخ تک قربانی بھی کر سکتا ہے۔ یہ ہے وَيَمْدُدْهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

نیز حضرت علی رضی اللہ کا بھی فرمان ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ (مسائل قربانی ص۲۱ تا ص۲۲) ناشر مجلس دعوت الحدیث اردو بازار گوجرانوالہ۔

الجواب

نرالے شیخ الحدیث کی یہ طویل عبارت قارئین کرام کی خدمت میں حاضر کی گئی ہے تاکہ وہ اسے پڑھ کر اس کے جواب سے لطف اندوز ہو سکیں۔

حضرت علیؓ کا فرمان کہ قربانی کے چار دن ہیں یہ بالکل غلط بیانی ہے اس کی سند نہیں نہ سند صحیح سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند حسن سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند ضعیف سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند موضوع (من گھڑت) سے یہ فرمان مروی ہے۔ کسی عالم کا بغیر سند کے کوئی بات کہہ دینا قابل اعتماد نہیں۔ یہ نرالے شیخ الحدیث۔ اندھے مقلد کیوں بن گئے ہیں۔

ع مگر شرم تم کو نہیں آتی

بدترین جھوٹ

نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔

؎ جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں
ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

تین دن کی تعیین

دلیل نمبر ۳ میں بیان ہو چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ تین دن کے بعد گوشت نہ کھاؤ عید الاضحیٰ کے دن تھا ہمارے شیخ مکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس کی واضح نشاندہی کی ہے (رسالہ قربانی) تعجب بالائے تعجب تو یہ ہے کہ خود نرالے شیخ الحدیث بھی لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے بہت سے غریب لوگ مدینہ میں آ گئے تو آپ نے فرمایا جو شخص قربانی کرے دو تین دن تک گوشت رکھ سکتا ہے (مسائل قربانی ص ۲۲)

یقینی بات ہے کہ عید الاضحیٰ دسویں ذوالحجہ کو ہوتی ہے تو تین دن ۱۰-۱۱-۱۲- ذوالحج تک ہوئے تیرہویں ذوالحج کو ایک بوٹی بھی گھر میں رکھنا منع ہوا تو جانور ذبح کرنا اور اس کے گوشت کا گھر میں ڈھیر لگا دینا کیسے درست ہوگا اور حضرت ابن عمرؓ کا عمل بھی یہی تھا کہ وہ منیٰ سے کوچ کر کے مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو وہ گوشت کا سالن استعمال نہ کرتے تھے کہ کہیں قربانی کے بچے ہوئے گوشت کا سالن نہ ہو اس لیے وہ زیتون کے تیل سے کھانا کھایا کرتے تھے جیسا کہ دلیل ۴ کے سخت گدراجس سے معلوم ہوا کہ تین دن بارہ ذوالحج تک ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دائمی سنت ہے کہ وہ دس ذوالحجہ کو قربانی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ نتواونٹ سارے کے سارے دسویں ذوالحجہ کو قربانی کے طور ذبح کئے اور عام معمول کے مطابق دو مینڈھے دسویں ذوالحجہ کو قربانی کے طور پر ذبح کرتے۔ ۱۱-۱۲۔ ذوالحج کو قربانی کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرامؓ کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ دس ذوالحجہ کو ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے کیونکہ اس دن قربانی کرنا افضل ہے البتہ ۱۱-۱۲ ذوالحجہ کو قربانی کرنا جائز ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا معمول ہی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں ہو رہا ہے تو تین دن جن میں گوشت رکھنے کی اجازت تھی ان کی ابتداء دس ذوالحجہ سے ہوگی اور بارہ ذوالحجہ کی رات تک اختتام ہوگا اور مَنْ ضَحّٰی سے مراد بھی صحابہ کرام ہیں تو اب نرالے شیخ الحدیث کا کایہ لکھنا۔ مَنْ ضَحّٰی میں مَنْ کا لفظ عام ہے جو بھی قربانی کرے چاہے دس ذوالحجہ کو کرے یا گیارہ کو کرے یا بارہ کو کرے سب کے لیے حکم ہے الخ (رسائل قربانی ص۲۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد اور صحابہ کرامؓ کے ہمیشہ والے عمل کی صریح مخالفت ہے۔ پھر نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا۔ بارہ کی شام کو جو قربانی کی اس کا گوشت پندرہ ذوالحج کی شام تک رکھ سکتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ قربانی پندرہ ذوالحجہ تک دے سکتا ہے (رسائل قربانی ص۲۲ تا ص۲۳)

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد جو عیدالاضحیٰ کے دن فرمایا اس کے ساتھ ٹھٹھہ و استہزاء ہے اس سے توبہ کرنا لازمی ہے تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو سکے نیز تین دن کی تعیین اگلی دلیل میں ملاحظہ کریں۔

دلیل نمبر ۵

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کُنَّا لَا نَأْکُلُ (ہم نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کھایا کرتے تھے) مِنْ لُحُومِ الْبُدْنِ (قربانیوں کے گوشت سے) اِلَّا ثَلٰثَ مِنًی (مگر منیٰ کے تین دنوں میں) مسند احمد ص۲۱۷ ج۳ و ص۲۷۸ ج۳)۔
فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا (پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بعد کو اجازت دے دی کہ کھاؤ اور ذخیرہ بناؤ مسند احمد ایضاً)

اس حدیث سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ جن تین دنوں میں گوشت رکھنے کی اجازت تھی وہ تین دن دسؔ، گیارہؔ، بارہؔ ذوالحجہ کے ہیں کیونکہ منیٰ کے مقام پر دسؔ ذوالحجہ کو قربانی کی جاتی ہے تو دو دن اور ملاؤ تو بارہؔ ذوالحجہ کو تین دن مکمل ہو جاتے ہیں غلمذا تیرہویں ذوالحجہ کو جب گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تھی تو قربانی کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے اور حضرت جابرؓ کی روایت صحیح مسلم ص۱۵۸ ج۲ میں یوں ہے۔

کُنَّا لَا نَمسک لحوم	کہ ہم قربانیوں کے گوشت کو
الاضاحی فوق	تین دن سے زیادہ نہیں رکھا کرتے
ثلاث فامدنا رسول	تھے پس رسول اللہ صلی اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ	علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ
وسلم ان نتزود	ان قربانیوں کے گوشت سے
منہا و نأکل منہا	ہم ذخیرہ کریں اور کھائیں یعنی
یعنی فوق ثلاث	تین دن سے زیادہ کی صورت میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد میں تین دن سے زیادہ میں جو گوشت رکھنے کی پابندی تھی وہ اٹھا لی گئی۔ اور اب سال تک بھی ذخیرہ بنا کر رکھ سکتے ہیں لیکن تین دن کی پابندی جو لاگو تھی اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چوتھے دن قربانی کی اجازت نہ تھی اگر چوتھے دن بھی قربانی کی اجازت ہوتی تو پھر تین دن کی پابندی کے بجائے چار دن کی پابندی لگائی جاتی تاکہ چوتھے دن کی قربانی رکاوٹ کی زد میں نہ آجائے۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ بس پہلے دن گوشت رکھ سکتے ہو دوسرے دن تمہارے گھر میں گوشت کی کوئی بوٹی موجود نہ ہو کیونکہ اگر حکم یوں ہوتا تو دوسرے دن قربانی کرنا بھی جائز نہ ہوتا اور اسی طرح یوں نہیں فرمایا کہ بس دو دن۔ دس۔ گیارہ کو گوشت رکھ سکتے ہو تیسرے دن تمہارے گھر میں گوشت کی کوئی بوٹی نہ ہو کیونکہ پھر تیسرے دن قربانی کرنا منع ہوتا پس اس حدیث سے تین دن کی قربانی کی اجازت معلوم ہوئی اور چوتھے دن کی قربانی کی ممانعت معلوم ہوئی۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

قاضی شوکانی و مولانا مبارکپوری غیر مقلدین کی گواہی

قال القاضی عیاض یحتمل	قاضی عیاض مالکیؒ نے کہا کہ
ان یکون ابتداء الثلاث	تین دن کی ابتداء کے بارے
من یوم ذبح الاضحیۃ	میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ
وان ذبحت بعد یوم	وہ قربانی کے دن سے شروع
النحر ویحتمل ان	ہو اگرچہ وہ قربانی دس ذوالحجہ
تکون من یوم	کے بعد کی جائے دوسرا احتمال
النحر وان تأخر	یہ ہے کہ ابتداء دس ذوالحجہ
الذبح عنہ قال	سے شروع ہو اگرچہ وہ قربانی
وھذا اظہر ورجح	اس دن سے مؤخر کر دے
ابن القیم الاول	اور یہ زیادہ ظاہر ہے اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وھٰذا الخلاف لایتعلق بہ فائدۃ الا باعتبار الاحتجاج بذالک علی ان الیوم الرابع لیس من ایام الاضحیۃ کذا فی النیل۔

(تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۳۴۰)

ابن قیمؒ نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے۔ لیکن اس اختلاف کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ سوا اس کے کہ اس حدیث سے حجت پکڑی جائے کہ چوتھا دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ کا دن) قربانی کے ایام میں سے نہیں (یعنی اس دن قربانی درست نہیں) نیل الاوطار میں ایسے ہی ہے۔

جب صریح حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ تین دن سے مراد ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ کے دن مراد ہیں تو اس کے مقابلہ میں کسی احتمال کی قطعاً گنجائش باقی نہ رہی اور چوتھے دن کی قربانی کی منع بھی ثابت ہو گئی۔ اور غیر مقلدین کے راہنماؤں نے بھی تسلیم کر لیا کہ اگر پہلے دن کی ابتداء ۱۰ ذوالحجہ سے شروع ہو تو یقیناً چوتھا دن قربانی کا دن شمار نہ ہو گا فلہٰذا ترائے شیخ الحدیث کا ہم پر یہ الزام کہ اس حدیث کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں یہاں تو صرف گوشت رکھنے کی بات ہے اور اندھے بھو کے حافظ کی مثال ہم پر فٹ کرنا۔ انسانیت و شرافت کے دائرہ سے باہر نکلنے کا مظاہرہ ہے اس محروم البصیرۃ ترائے شیخ الحدیث کو قاضی شوکانی و مولانا مبارکپوری کی عبارت کو بار بار پڑھ کر اپنے اندھے پن کی اپنے آپ کو خود داد دینی چاہیے۔ پھر وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ۔ قرآن کی آیت جو منافقین اور کفار کے بارے میں وارد ہوئی ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر خواہ مخواہ فٹ کر دینا بہت بڑی بے حیائی و بے شرمی کا مظاہرہ ہے۔

؎ دنیا میں ڈھیٹ اور بے حیا اور بھی دیکھے ہیں
لیکن سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

یہ حدیث چونکہ بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اس لیے ان صحابہ کرامؓ کے اسمار گرامی اور حدیث کی کتابوں کا نام ذکر کر دیتا ہوں۔

دلیل نمبر ۶

حضرت ابو سعید خدریؓ (صحیح مسلم ص ۱۵۸/۲ و مسند احمد ص ۵۷/۳ و ص ۶۳/۳ و ص ۶۶/۳ مستدرک حاکم ص ۲۳۲/۴ ج)۔

دلیل نمبر ۷

حضرت عبداللہ بن واقد (صحیح مسلم ص ۱۵۸/۲ ج)۔

دلیل نمبر ۸

حضرت بُریدہؓ (صحیح مسلم ص ۱۵۹/۲ ج)

دلیل نمبر ۹

حضرت عبیشہؓ (ابو داؤد ص ۲۲/۲ ج و سنن دارمی ص ۶/۲ و بیہقی ص ۲۹۲/۹ ج)۔

دلیل نمبر ۱۰

حضرت قتادہؓ بن النعمان البدریؓ (مسند احمد ص ۱۵/۴ و ص ۱۶ و بیہقی ص ۲۹۲/۹ ج)۔

دلیل نمبر ۱۱

حضرت انسؓ (مسند احمد ص ۲۵۰/۳)۔

دلیل نمبر ۱۲

حضرت زبیرؓ (مسند احمد ص ۱۶۶/۱ و مجمع الزوائد ص ۲۷/۴)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دلیل نمبر ۱۳

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود (مستدرک حاکم ص ۴۷۵ ج ۱ و مسند احمد ص ۴۵۲ ج ۱ و مجمع الزوائد ص ۲۷ ج ۴)۔

دلیل نمبر ۱۴

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو (طبرانی صغیر والاوسط بحوالہ مجمع الزوائد ص ۲۷ ج ۴)

دلیل نمبر ۱۵

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (طبرانی کبیر ص ۹۳ ج ۲ تا ص ۹۵)

دلیل نمبر ۱۶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (طبرانی کبیر ص ۲۵۳ ج ۱۱)

نوٹ:۔ یہ سولہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت مروی ہے لیکن یہ راقم الحروف کے مطالعہ کی بناء پر ہے ہو سکتا ہے سولہ سے بھی زیادہ سے مروی ہو اور بعض سندیں کمزور بھی ہیں لیکن صحیح سندوں کی بناء پر ان کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۷

مالك عن نافع ان	حضرت امام مالک نافع سے
عبد الله بن عمر	روایت کرتے ہیں کہ حضرت
قال الاضحیٰ یومان	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
بعد یوم الاضحیٰ۔	کہ قربانی کے دو دن ہیں دس
(موطا مالک ص ۴۹۷)	ذوالحجہ کے بعد۔

دلیل نمبر ۱۸

مالك انه بلغه عن	حضرت امام مالک رحمہ زہری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی بن ابی طالب — ہیں کہ انہیں حضرت علیؓ سے
مثل ذالک۔ — بھی تین دن قربانی کرنے
(موطا مالک ص۴۹۶) — کی روایت پہنچی ہے۔

یہ روایت اگرچہ منقطع ہے لیکن اس کی اس سند میں جو دو راوی ہیں علامہ ابن
لکھتے ہیں:

وروینا من طریق — کہ ہم نے اسمٰعیل بن اسحٰق۔
اسمٰعیل بن اسحٰق نا — علی ابن المدینی۔ عبداللہ۔
علی بن عبداللہ نا — ابن ابی لیلیٰ۔ زر و نافع کے
عبداللہ بن موسیٰ — طریق روایت لیا ہے زرؒ
عن ابن ابی لیلیٰ — حضرت علیؓ سے روایت کرتے
عن زر و نافع قال زر — ہیں اور نافعؒ حضرت ابن
عن علی بن ابی طالب — عمرؓ سے کہ ایام معدودات
ونقال نافع عن ابن عمر — ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ کے دن ہیں جس
کلہم اتفق علی وابن عمر — دن قربانی کرنے پر رضی ہے
قالا جمیعاً الایام المعدودات — لیکن افضل پہلا دن
یوم النحر ویومان بعدہ اذبح — ہے۔
فی ایہا شئت وافضلہا اولہا۔ — (محلی ابن حزم ص۲۲۰ مسئلہ ۹۱۲)

حافظ الیاس صاحب اثری نے ایک روایت محلی ابن حزم ص۲۳۷ سے
ہے اور اعتراض کیا ہے کہ ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے (ایام قربانی ص۲۶)
حالانکہ اس کی سند میں ابن ابی لیلیٰ جو راوی واقع ہے اس کی حدیث
درجہ کی ہے جبکہ حضرت علیؓ سے اس کے خلاف کسی سند صحیح سے تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کجا کسی سند ضعیف سے بھی مروی نہیں ہے۔

نیز محدث عبد بن حمیدؒ اور محدث ابن ابی الدنیاؒ اور محدث ابن ابی حاتمؒ نے باقاعدہ اپنی سند سے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ ایام معلومات جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس سے مراد تین دن قربانی کے ہیں یعنی ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ افضل پہلے دن قربانی کرنا ہے۔

بحوالہ درمنثور ص ۲۴۴ ج ۱ و تفسیر فتح القدیر ص ۲۰۶ ج ۱ للشوکانی غیر مقلد۔

دلیل نمبر ۱۹

علامہ عینیؒ مختصر الکرخی کے حوالہ سے یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر محمد بن الجنید الوخیثمہ
الجنید قال حدثنا الوخیثمۃ
قال حدثنا ھشیم قال
اخبرنا ابن ابی لیلی عن
مھدی بن عمیر عن زر
بن جیش وعبادۃ بن
عبداللہ الاسدی عن
علی رضی اللہ عنہ انہ کان
یقول ایام النحر ثلثۃ
ایام اولھن افضلھن
وعن ابن عباس وابن
عمر رضی اللہ عنھم مثلہ
قال النحر ثلثۃ ایام

ابوبکر محمد بن الجنید الوخیثمہ
ھشیم۔ ابن ابی لیلیٰ منہال بن
عمرو۔ زر بن حبیش وعبادۃ
بن عبداللہ الاسدی حضرت
علیؓ سے روایت کرتے ہیں
کہ انہوں نے فرمایا کہ قربانی
کے تین دن ہیں ان میں سے
پہلا دن افضل ہے قربانی
کرنے کے لیے اور حضرت
ابن عباسؓ اور حضرت
ابن عمرؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ ان دونوں
حضرات نے فرمایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اولہا افضلہا۔ قربانی کے تین دن ہیں
(عمدۃ القاری شرح البخاری ج ۱۱ ص ۱۴۸) افضل پہلا دن ہے۔

دلیل نمبر ۲۰

علامہ ابن ظہیرہ الکنانی الجوہر النقی (مع البیہقی ج ۹ ص ۲۹۶) میں اور علامہ عینی عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۴۸ میں فرماتے ہیں :

وقد ذکر الطحاوی	کہ امام طحاوی نے احکام
فی احکام القرآن	القرآن میں کھری اور عمدہ
بسند جید عن ابن عباس	سند سے حضرت ابن عباس
قال الاضحی یومان بعد	سے روایت کیا ہے انہوں
یوم النحر۔	نے فرمایا کہ دس ذوالحجہ کے
	بعد قربانی کے دو دن ہیں

دلیل نمبر ۲۱

مولانا محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا اثر

من طریق ابن ابی	ابن ابی شیبہ سے ہے کہ
شیبۃ نا زید بن	ہمیں زید بن حباب نے معاویہ
الحباب عن معاویۃ	بن صالح سے بیان کیا انہوں
ابن صالح حدثنی	نے ابو مریم سے انہوں نے کہا
ابو مریم سمعت	کہ میں نے ابوہریرہ سے
ابا ھریرۃ یقول الاضحی ثلثۃ	سنا ہے کہ قربانی تین دن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ ایام (معلی ص ۳۷۷ ج ۲)۔

دلیل نمبر ۲۲

حضرت انسؓ کا اثر

من طریق وکیع عن شعبۃ عن قتادۃ عن انس قال الاضحی یوم النحر ویومان بعدہٗ۔ (معلی ص ۳۷۷ ج ۲)	وکیع نے شعبہ سے نقل کیا ہے انہوں نے قتادہ سے انھوں نے انسؓ سے قربانی دسویں کا بیان ہے اور بارہ تاریخ تک ہے۔

پھر حافظ اثری صاحب نے حضرت ابن عمرؓ کا اثر موطا امام مالکؒ کے حوالہ سے نقل کر کے فرمایا یہ تین اقوال (حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت عمرؓ (صحیح ابن عمر ہے) کا سنداً صحیح و درست ہیں۔

(ایام قربانی ص ۳۹ تا ص ۴۰)

دلیل نمبر ۲۳

حافظ الیاس صاحب تحریر کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا اثر

من طریق ابن ابی لیلیٰ عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس النحر	ابن ابی لیلیٰ منہال بن عمرو سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ قربانی تین دن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثلثة ایام (معلی ص ۲۷۶) ہے۔
یہ اثر بھی بوجہ ابن ابی لیلیٰ ضعیف و کمزور ہے لہذا قابل احتجاج نہیں ہے (ایام قربانی ص ۲۶)۔

الجواب

ابن ابی لیلیٰ حسن درجہ کا ہے کسی ثقہ راوی نے ان کے خلاف روایت نہیں کی پس ابن ابی لیلیٰ کی روایت صحیح ہے۔ دوسرے دلائل اس کی تائید کرتے ہیں۔
حضرت ابن عباسؓ کا اثر ایک دوسری سند سے نقل کر کے اثری صاحب نے جرح کی ہے جو قابل التفات نہیں کیونکہ جب سندیں بہت ہیں تو وہ ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں۔

دلیل نمبر ۲۴

اثری صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا اثر

من طریق ابن ابی شیبة نا جریر عن منصور عن مجاهد عن مالك بن ماعز او ماعز بن مالك الثقفی ان اباه سمع عمر یقول انما النحر فی هذه الثلاثة الایام.

ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ ہمیں جریر سے منصور نے بیان کیا ہے انھوں نے مجاہد سے انہوں نے مالک بن ماعز یا ماعز بن مالک ثقفی سے کہا کہ ان کے باپ نے عمرؓ سے سنا ہے قربانی صرف ان تین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(معلی ص ۲۷۷ ج ۲) دونوں میں ہے۔

اس سند میں مالک بن مامر یا مامر بن مالک راوی کا ترجمہ کتب متداولہ میں نہیں ہے لہذا مجہول معلوم ہوتا ہے (ایام قربانی ص ۲۸ تا ص ۲۹)

الجواب

یہ راوی مجہول بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ دوسری روایات سے قربانی صرف تین دنوں میں ثابت ہے لہذا یہ روایت بھی ان کے موافق ہونے کی وجہ سے قابل عمل ہے الحاصل کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ قربانی چوتھے دن یعنی تیرھویں ذوالحجہ کو کرنا جائز ہے۔ اور نہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنا جائز ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مقلدین حضرات کی شرارت سے بچ کر رہیں اور اپنی قربانی ضائع نہ کریں غیر مقلدین کا مقصد سوا شرارت اور فساد کے اور کچھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ہدایت نصیب کرے (آمین)

لطیفہ

اس رسالہ کے مکمل ہو جانے کے بعد محمد خالد صاحب انصاری نے ایک رسالہ ایام قربانی مولانا البشیر الرحمٰن بن محمد حسین نور پوری غیر مقلد کا میرے پاس لائے جو کسی دیوبندی حنفی کے ایک گمنام خط کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس رسالہ میں مولانا بشیر الرحمٰن نے اپنی جہالت و حماقت کا پورا پورا ثبوت فراہم کیا ہے انہوں نے ایک روایت یوں نقل کی ہے۔

عن جبیر بن مطعم عن ابیہ ان رسول اللہ قال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باب دوم

فریق مخالف کے دلائل و کمالات

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب

کمال نمبر ۱

حضرت شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں "امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت جبیر بن مطعم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ایام التشریق کلھا ایام ذبح۔ کہ ایام تشریق سارے ذبح کے دن ہیں۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں عمرو بن دینار حضرت جبیر بن مطعم سے ذکر کرتے ہیں اور جبیر بن مطعم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی انقطاع نہیں یہ متصل اور صحیح روایت ہے (مسائل قربانی ص۲۱)

الجواب

صحیح ابن حبان اور مسند بزار میں اس سند سے یہ روایت قطعاً موجود نہیں ماشاء اللہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب غیر مقلدین کے شیخ الحدیث بھی ہیں اور خیر سے جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر بھی ہیں (بہت خوب)

صحیح ابن حبان ص۶۲ ج۷ میں سند کا آخری حصہ یوں ہے

سعید بن عبدالعزیز عن سلیمن بن موسیٰ عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبد الرحمٰن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال دخل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور اسی سند سے موارد الظمآن الی زوائد ابن
حبان ص ۲۲۹ ح ۱۰۰۰ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ مسند بزار میں یہ روایت
سندوں سے مروی ہے۔

(۱) سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمٰن بن ابی حسین عن
جبیرؓ بن مطعم۔ اور اس سند کو امام بزارؒ منقطع قرار دیتے
ہیں اور فرماتے ہیں عبد الرحمٰن بن ابی حسین کی حضرت جبیرؓ بن مطعم سے
ملاقات نہیں ہے یعنی ان کا زمانہ نہیں پا سکے دیکھئے (تلخیص الحبیر ص
الدرایہ ص ۲۱۵ ج ۲ نصب الرایہ ص ۲۱۲ ج ۴)۔

(۲) دوسری سند یوں ہے سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن
جبیر عن ابیہ (جبیر بن مطعم) اس کے بارے میں امام
بزارؒ فرماتے ہیں کہ نافع بن جبیر کا واسطہ اس سند میں صرف سوید بن
عبد العزیز بڑھاتا ہے اور یہ حافظہ نہیں (اس کا حافظہ خراب ہے
اور یہ سوید بن عبد العزیز حجت پکڑنے کے قابل نہیں جب اکیلا ہو
(نصب الرایہ ص ۲۱۳ ج ۴)

خلاصہ یہ ہوا کہ امام بزارؒ کے نزدیک یہ روایت منقطع ہے اور سوید
بن عبد العزیز جو سلیمان بن موسیٰ اور جبیرؓ بن مطعم کے درمیان نافع بن جبیر کا
واسطہ بڑھا کر اس روایت کو متصل بیان کرتا ہے یہ سوید کی زبردست غلطی
ہے اس کی تائید کسی راوی نے نہیں کی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام احمدؒ پر بہتان دافترا

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان نے حضرت امام احمدؒ پر یہ بہتان بھی لگا دیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی انقطاع نہیں یہ متصل اور صحیح روایت ہے۔ حالانکہ امام احمدؒ کا یہ فرمان دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں
ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

جب کہ علامہ ابوبکر الجصاص الرازی الحنفیؒ المتوفی سنہ ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

وھذا حدیث قد ذکر	اس حدیث کے بارے
عن احمد بن حنبل	میں امام احمدؒ سے پوچھا گیا تو
انہ سئل عن ھذا	انہوں نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن
الحدیث فقال لم یسمعہ	بن ابی حسین نے اس حدیث
ابن ابی حسین من	کو حضرت جبیرؓ بن مطعم سے
جبیر بن مطعم وأکثر	نہیں سنا اور ابن ابی حسین کی
روایتہ عن سھو۔	اکثر روایتیں سہو (ان)
(احکام القرآن ص ۲۳۴ ج ۳)	پر مبنی ہیں۔

نیز عبدالرحمٰن بن ابی حسین مجہول قسم کا راوی ہے اس کی توثیق ابن حبانؒ کے سوا کسی محدث سے ثابت نہیں نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ اس کی وفات معلوم ہے نہ اس کے دیگر احوال معلوم ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عمرو بن دینار

عمرو بن دینار کی روایت جبیرؒ بن مطعم سے یہ سنن کبری بیہقی ص۲۹۶ ج۹ اور سنن دارقطنی ص۲۸۴ ج۴ میں موجود ہے اس سند میں کئی خرابیاں ہیں لیکن ہم صرف دو باتوں پر اکتفار کرتے ہیں۔

(۱) عمرو بن دینار کی حضرت جبیرؒ بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں کیونکہ حضرت جبیرؒ بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی ہے دیکھئے (تہذیب التہذیب ص۶۴ ج۲)

جبکہ عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۵ھ یا ۱۲۶ھ میں ہوئی ہے (تہذیب التہذیب ص۲۰ ج۸) جبکہ تقریب التہذیب میں ۱۲۶ھ میں وفات لکھی ہے اور کل عمر عمرو بن دینار کی ستر سے زائد ہے (تہذیب التہذیب)

اس لحاظ سے عمرو بن دینار کی پیدائش ۵۵ھ یا ۵۶ھ میں بنتی ہے اگر حضرت جبیرؒ بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہو تو عمرو بن دینار کی ملاقات قطعاً متصور نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم کے شاگردوں میں عمرو بن دینار کا نام نہیں ملتا اور عمرو بن دینار کے استاذوں میں حضرت جبیرؒ بن مطعم کا نام نہیں ملتا البتہ حضرت جبیرؒ بن مطعم کے لڑکے محمدؒ اور نافعؒ اس عمرو دینار کے استاذ یقیناً ہیں۔

(۲) دوسری خرابی یہ ہے کہ اس سند کا ایک راوی احمد بن عیسیٰ التنیسی الخشاب ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے اور وضاع (جھوٹی روایتیں از خود گھڑنے والا) ہے۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں قوی نہیں ہے محدث ابن طاہرؒ فرماتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کَذَّابٌ یَضَعُ الْحَدِیْثَ (بہت بڑا جھوٹا ہے جعلی حدیثیں بناتا ہے)
ابن حبانؒ بھی سخت ضعیف قرار دیتے ہیں محدث سلمہؒ فرماتے ہیں:
کَذَّابٌ حَدَّثَ بِاَحَادِیْثَ مَوْضُوْعَۃٍ (بہت بڑا جھوٹا ہے
جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے) محدث اور مؤرخ ابن یونسؒ فرماتے ہیں۔
رَکَانَ مُضْطَرِبَ الْحَدِیْثِ جِدًّا (اور سخت مضطرب الحدیث ہے)
لسان المیزان ص ۲۴۱ ج ۱۔

علامہ ذہبیؒ المغنی فی الضعفاء میں لکھتے ہیں:

واسرف ابن طاهر	اور محدث ابن طاہر حد سے
فقال کذاب یضع	بڑھ گئے انہوں نے اس
الحدیث قلت	راوی کو کذاب جھوٹی حدیثیں
انا رأیت للخشاب	بنانے والا کہا ہے میں (ذہبی)
فی موضوعات	کہتا ہوں درست ہے میں نے
ابن الجوزی الامناء	بھی اس الخشاب راوی کی ایک
ثلثۃ اذا جبریل	جھوٹی روایت موضوعات ابن
ومعاویۃ فصلاۃ	الجوزی میں دیکھی ہے کہ امین
ابن طاهر۔	تین ہیں میں (رسول اللہ صلی
	اللہ علیہ وسلم) اور جبریلؑ اور
بحوالہ شذرات	معاویہؓ پس ابن طاہرؒ نے
الذهب ص ۳۶۶ ج ۲	اس راوی کے بارے میں جو
	کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے۔

* * *

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَلْخِطَابُ هٰذَا نَاتِجٌ کذا فی سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ص ۲۹۲ ج ۱۲ یہ
رخطاب بیشک بہت بڑا جھوٹا ہے نیز دیکھیے میزان الاعتدال ص ۱۲۶ ج ۴ کامل ابن عدی ص ۱۹۴ ج ۶ تقریب ص ۳۵۲
نیز اسی سند کے ایک راوی ابو سعید بھی ہیں۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی
غیر مقلد اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

والبو سعید بمثناۃ فیہ لین (التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی
ص ۲۸۴ ج ۱) اور ابو سعید راوی میں کمزوری ہے۔ اندازہ کریں کہ روایت منقطع ہے
جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ مگر عظیم آبادی صاحب اس پر پردہ ڈالتے ہوئے
ابو سعید راوی کی کمزوری نقل کر رہے ہیں وہ اصل خرابی کا نام تک نہیں لیتے
کبھی ابو سعید سے دفاع کرتے ہیں کبھی عمرو بن ابی سلمہ سے کبھی سلیمان بن موسیٰ سے۔

فوا اسفاً: اور یہی حالت الیاس اثری کی ہے۔
فوا اسفاً اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب امیر جمعیت
اہلحدیث پاکستان اس سند کو متصل اور روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں بلکہ اس کی
صحت کا امام احمدؒ پر افترا و بہتان بھی لگا رہے ہیں ماشاء اللہ غیر مقلدین
کے شیخ الحدیث ایسے ہی نرالے ہوا کرتے ہیں۔

؎ شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
جا کر کے جو دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

محترم مولانا الیاس اثری

محترم اثری صاحب لکھتے ہیں اس حدیث میں انقطاع کا وہم غلط ہے
کیونکہ جبیر بن مطعم کے تین شاگرد ہیں جناب عبد الرحمن بن ابی حسین جناب
نافع اور عمرو بن دینار ہیں۔ (ایام قربانی ص ۱۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب

حافظ صاحب آخر مرنا ہے خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی
ین کے متعلق محدثین کرامؒ کا فیصلہ ہے کہ اس نے حضرت جبیرؓ بن مطعم سے
ملاقات کی ہے نہ ان سے کچھ سُنا ہے تو شاگرد کیسے ہوا (الاصول دلا
ۃ الا باللہ) امام احمدؒ امام بزارؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی حسین نے اس
ث کو نہ تو حضرت جبیر بن مطعم سے سُنا ہے اور نہ ہی ان سے ملاقات کی ہے۔
ظ ابن حجرؒ بھی اس کا منقطع ہونا نقل کر کے اس کی تردید نہیں کرتے چنانچہ
تے ہیں:

وابن حبان من حدیث	کہ ابن حبانؒ نے اس حدیث
جبیر بن مطعم من روایۃ	کو عبدالرحمٰن بن ابی حسین عن
عبدالرحمٰن بن ابی	جبیر بن مطعم کی سند سے روایت
حسین عنہ واورد ہ البزار	کیا ہے اور بزارؒ نے اس سند
من ھذا الوجہ وقال انہ منقطع	سے یقیناً منقطع ہے۔

بلکہ ابن حجرؒ کا اپنا فیصلہ صراحت کیساتھ موجود ہے۔

وفی اسنادہ انقطاع	کہ اس حدیث کی سند میں
فانہ من روایۃ	انقطاع ہے کیونکہ یہ عبداللہ
عبداللہ بن عبدالرحمٰن	بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین
	عن جبیر بن مطعم کی سند سے
بن ابی حسین عن	مروی ہے اور اس کی حضرت
جبیر بن مطعم ولم یلقہ قالہ البزار	جبیرؓ سے ملاقات نہیں ہوئی
(تلخیص الحبیر ص ۲۵۵ ج ۲)	امام بزارؒ نے یہی فرمایا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نوٹ: عبداللہ کا ذکر کرنا وہم ہے صحیح عبدالرحمٰن ہے یعنی اس روایت کا راوی بیٹا نہیں بلکہ باپ عبدالرحمٰن ہے۔

مولانا عبیداللہ عفیف غیر مقلد لکھتے ہیں۔ لیکن ان تمام طرق کو علامہ زیلعیؒ اور امام ابن قیمؒ نے منقطع قرار دیا ہے (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ص ۲۴ ۳۱ جولائی تا ۷ اگست ۱۹۸۷ء)

خود حافظ محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں:

ان حدیث جبیر بن (ابن القیم کا کہنا ہے) کہ

مطعم منقطع لایثبت حدیث جبیر منقطع ہے۔

وصلہ (زاد المعاد) (ایام قربانی ص ۱۲)

البتہ اثری صاحب نے تاکیدی لایثبت وصلہ کا ترجمہ نہیں کیا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ اس روایت کا متصل ہونا ثابت نہیں۔ یہ خیانت اثری صاحب نے اس لیے کی ہے کہ ان کے دل میں یہ برداشت نہ ہو سکی کہ جلتی آگ پر تیل چھڑکا جائے اور اثری صاحب نے اس رسالہ میں کئی خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی غیر مقلد فرماتے ہیں:

جبیر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے مقطوع مرفوع ثقات ضعاف سب سے مروی ہے تمام طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۹) نیز فرماتے ہیں:

بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں بلکہ مؤید ہے اصل بنیاد دونوں مسلکوں میں مشابہت ہے جہاں دونوں کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذکر ہے وہاں تیسرے سے رد کنا کا کوئی قرینہ نہیں (جیسے اہل بدعت اپنے رسم وبدعت کو ثابت کرنے کے لیے یہی بات کہا کرتے ہیں۔ ڈیروی) (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۱ ج ۱۳)۔

مولانا محمد بشیر بھوپالی غیر مقلد فرماتے ہیں :

تیسری دلیل امام شافعی کی ہے ان کی دلیل حدیث جبیر بن مطعم ہے جس میں یہ زیادت ہے وفی کل ایام التشریق ذبح۔ جمہور محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ زیادت غیر محفوظ ہے اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے اگر کسی طریق کو ترجیح دی جائے تو اضطراب رفع ہو جاتا ہے لیکن انقطاع باقی رہتا ہے کیونکہ کوئی طریق راجح انقطاع سے خالی نہیں ہے اور اگر کسی طریق کو ترجیح نہ دی جائے تو اضطراب ثابت رہتا ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ حافظ نے تخریج ہدایہ میں لکھا ہے واخرجہ الدارقطنی من وجھین اخرین موصولین فیھما ضعف انتہیٰ پس دونوں طریق کی وجہ سے اس حدیث کی تقویت ہو جائے گی تو جواب یہ ہے کہ یہ طریق کوئی جدید نہیں ہیں بلکہ طرق موجبہ اضطراب ہیں جو سب ضعف میں داخل ہیں اور اگر کوئی کہے کہ اس باب میں ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے یہ دونوں روایتیں حدیث جبیر بن مطعم کی تقویت کے لیے کافی ہیں تو جواب یہ ہے کہ حدیث ابوہریرہ و ابوسعید موضوع ہیں یا شدید الضعف اس لیے تقویت نہیں کر سکتی ہیں اور منقطع و مضطرب جمہور بلکہ کل محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۸ ج ۱۳)

اب حافظ محمد الیاس اثری پر لازم ہے کہ وہ عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی ولادت اور وفات کی تاریخیں بیان کر کے حضرت جبیر بن مطعم سے ملاقات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثابت کرے ورنہ غلط بات سے توبہ کرلے تاکہ روزِ قیامت شرمندگی نہ اٹھانی پڑے لیکن ضد دھٹ دھرمی توبہ کرنے میں آڑے آتی ہے خوش نصیب آدمی ہی ضد کو چھوڑا کرتے ہیں۔

تو عبدالرحمٰن بن ابی حسین کو شاگرد بنانا حضرت جبیر بن مطعم کا ناانصافی اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔

سوال: مولانا محمد اسماعیل صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں الحافظ ابن تیمیہ نے جبیر بن مطعم کی حدیث کے بعض طرق ذکر کرکے فرمایا۔

ھذا الطرق التی روی بما کلھا منقطعات ولکن روا ابن حبان فی صحیحہ موصولاً بنحو ھذا المتن (منتقی الاخبار ص ۳۸ ج ۲)۔

یہ تمام طرق منقطع ہیں لیکن ابن حبان نے یہ متن موصول بیان کیا ہے۔

یہ عبارت منتقی کے مصری نسخہ میں ہے غالباً ہندوستانی نسخہ میں نہیں اس سے ظاہر ہے کہ ابن حبان نے اس متن کو موصولاً بیان کیا ہے گویا انقطاع کی علت جاتی رہی اگر یہ صحیح ثابت ہوجائے تو یہ مسلک بہت جلد مضبوط ہوجائے گا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۱ ج ۱۳)

الجواب: منتقی کے نسخہ میں یہ عبارت غیر مقلدین کے معصوم ہاتھوں کی کاروائی ہے کیونکہ صاحب منتقی ابوالبرکات عبدالسلامؒ (المتولد ۵۹۰ھ المتوفی ۶۵۲ھ) امام احمد بن عبدالحلیم الحرانیؒ مشہور ابن تیمیہؒ کے دادا ہیں اس نسخہ کا نہ تو امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتابوں میں حوالہ دیا ہے نہ ابن تیمیہؒ کے شاگردوں میں سے کسی نے اس نسخہ کا حوالہ دیا ہے ابن قیمؒ و ابن کثیرؒ بھی امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد ہیں۔

قاضی شوکانی غیر مقلد نے اس کی شرح لکھی ہے جو نیل الاوطار کے نام سے مشہور ہے جو حامل متن ہے اس شرح والے نسخہ میں بھی یہ عبارت نہیں ہے خود قاضی شوکانی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے بھی اس نسخہ کا ذکر شرح میں نہیں کیا انگریز کے دور سے غیر مقلدین نے کتابوں میں تحریف کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس کا ذکر راقم الحروف نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین میں کر دیا ہے لیکن ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً۔

اب فتق الاخبار ترجم اردو مولانا محمد داؤد راغب رحمانی غیر مقلد کے ترجمہ کے ساتھ دار الدعوۃ السلفیہ لاہور نے شائع کی ہے اور اس کے ص ۱۰۵ ج ۱ میں یہ محرف شدہ عبارت بھی درج کر دی گئی ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) تحریف کرنا یہودیوں کا شیوہ ہے جس کو غیر مقلدین نے اپنا رکھا ہے مولانا محمد اسمٰعیل سلفی بھی اپنی اس عبارت اگر یہ ثابت ہو جائے تو یہ مسلک بہت جلد مضبوط ہو جائے گا۔ سے اس کے محرف ہونے کا اقرار دبے الفاظ میں کر چکے ہیں۔

اگر یہ نسخہ بفرض محال ثابت بھی ہو جائے تب بھی ابن حبان رح کی روایت متصل نہیں ہو سکتی کیونکہ عبد الرحمٰن بن ابی حسین کا سماع حضرت جبیر رض بن مطعم سے ثابت نہیں ائمہ کرام رح نے یہی فیصلہ دیا ہے سماع کا دعویٰ بلا دلیل قبول نہیں ہو سکتا نہ تو صیغہ ذالک پر سماع موجود ہے نہ اس راوی کی ولادت اور وفات معلوم ہے تو مجہول راوی سے غیر مقلدین کا مذہب کیسے مضبوط ہو گا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

سوال نمبر ۲

حافظ محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں: اعتراض۔ علامہ بزار نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی ہے لہٰذا یہ سند قابل استدلال نہ ہوئی جواب جناب زیلعی حنفی (وفات ۷۶۲ھ) اپنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

معروف کتاب نصب الرایہ میں اس اعتراض کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

(رواہ البیہقی فی المعرفۃ ولم یذکر انقطاعاً ص ۲۱۲ ج ۴)

اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی کتاب معرفۃ (السنن والآثار) میں نقل کیا ہے اور انقطاع کا بالکل ذکر نہیں کیا۔

مذکور الصدر تحقیق کے بعد بلاشبہ یہ حدیث درست و صحیح قابل دلیل واستناد اور لائق استدلال واحتجاج ہے خصوصاً جب اس کی توثیق وتثبیت بناءً علی عدم الجرح والتنقید) زیلعی حنفی نقل فرما رہے (وشہد شاھد من اھلھا۔ نیز امام بیہقی (وفات ۴۵۸ھ) نے سند نمبر ۱ ابن ابی حسین والی) اپنی سنن میں ذکر کی ہے اور بالکل کوئی جرح وتنقید نہیں فرمائی اس میں اگر کوئی عیب (انقطاع کا ہوتا تو ضرور نقل کر دیتے (ایام قربانی ص ۱۱ تا ص ۱۲)

الجواب

جھوٹ بولنا دھوکہ کرنا حرام ہے لیکن حافظ اثری صاحب شاید اپنے مذہب کی ترویج کے لیے جائز جانتے ہیں۔ علامہ زیلعیؒ امام بیہقیؒ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ انھوں نے انقطاع کا ذکر نہیں کیا حالانکہ انہیں خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہیے تھی چنانچہ اثری صاحب کے ہم مسلک مولانا عبید اللہ عفیف صاحب لکھتے ہیں "لیکن ان تمام طرق کو علامہ زیلعی اور امام ابن قیمؒ نے منقطع قرار دیا ہے (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ص ۲۴ ۲۱ جولائی تا ۷ اگست ۱۹۸۷ء) جب علامہ زیلعیؒ کے ہاں یہ سب طرق منقطع ہیں تو کیا وہ بیہقیؒ کے انقطاع نہ ذکر کرنے کی وجہ سے خوش ہو رہے ہیں اور بیہقیؒ کی تائید کر رہے ہیں (سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ)

اثری صاحب خدا تعالیٰ کا خوف کر و اپنی جماعت کو خوش کر کے رب قہار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا غضب نہ خریدو۔

باقی امام بیہقیؒ کا کسی روایت پر سکوت کرنا یہ اس کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں کسی محدث نے یہ ضابطہ نہیں لکھا کہ امام بیہقیؒ کا سکوت کرنا اس روایت کی صحت کی دلیل ہے بلکہ امام بیہقیؒ کا کسی روایت کو جید اور صحیح کہنا بھی اس کی صحت کی دلیل نہیں جبکہ یہ تصحیح محدثین کرامؒ کے اصول کے خلاف ہو مثلاً ابراہیم بن ابی اللیث کی ایک روایت کو امام بیہقیؒ نے سنن کبری ج ۲ ص ۱۲۶ میں ھذا اسناد جید (کہ اس کی سند کھری اور عمدہ ہے) حالانکہ ابراہیم بہت بڑا جھوٹا خبیث قسم کا راوی ہے دیکھئے (لسان المیزان ج ۱ ص ۹۲ تا ص ۹۳ تاریخ بغداد ج ۶ ص ۱۹۴ تا ص ۱۹۶)

دوسری مثال: امام بیہقیؒ سنن کبری ج ۲ ص ۲۰۳ میں تین روایات ذکر کرکے فرماتے ہیں ھذہ روایات صحیحۃ متصلۃ (کہ یہ روایات صحیح اور متصل ہیں) حالانکہ اس کی سند میں ابوالبحر محمد بن الحسن البربہاری واقع ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے دیکھئے (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۵)

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ غیر مقلد لکھتے ہیں "امام بیہقیؒ اگرچہ ایک محدث مشہور ہیں مگر ان کا کوئی قول بلا دلیل معتبر نہیں ہوسکتا (تحقیق الکلام ج ۲ ص ۳۶ المکتبۃ الاثریہ)۔

محترم اثری صاحب

امام بیہقی کے نزدیک یہ روایت اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے امام بیہقیؒ نے بیہقی ج ۹ ص ۲۹۸ میں اس کا ذکر کیا ہے مگر آپ انکے اس صریح فیصلے کو قبول نہیں کرتے۔ اثری صاحب شرم وحیاء سے کام لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے (آمین)

جھوٹ: اثری صاحب لکھتے ہیں "مزید یہ کہ بقول زیلعی یہ حدیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابن حبان میں موصولاً (بغیر انقطاع کے) مذکور ہے (ایام قربانی ص۱۲)

الجواب

یہ اثری صاحب کا علامہ زیلعیؒ پر نرا بہتان ہے۔ موصلاً کے الفاظ نصب الرایہ زیلعی میں قطعاً موجود نہیں جھوٹ بول کر اثری صاحب اپنی عاقبت برباد کر رہے ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے آمین۔

یک چشم گل ہے مگر عیب سے سالم ہے

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں "اور زیلعی نے بحوالہ بزار نقل کیا ہے۔ حدیث ابن ابی حسین ھو الصواب مع ان ابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم۔ ابن ابی حسین کی حدیث صحیح ہے باوجود اس میں انقطاع ہے (ایام قربانی ص۱۲)

الجواب

اثری صاحب بھی بڑے عجیب آدمی ہیں اجتماع ضدین ان کے نزدیک محال نہیں۔ حدیث صحیح بھی ہے اور منقطع بھی ہے حالانکہ اجتماع ضدین عقلاء کے ہاں محال ہے۔ جو حدیث صحیح ہوتی ہے وہ انقطاع سے سالم ہوتی ہے۔ اگر انقطاع کی علت پائی جائے تو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہ تو وہی بات ہوئی ہے کہ ان کا جسم تمام عیوب سے سالم ہے باوجودیکہ یک چشم ہے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

حالانکہ امام بزارؒ کا مقصد یہ ہے کہ ابن ابی حسین کے طریق سے اس روایت کو بیان کرنا دوسرے طریق کی بنسبت بہتر ہے لیکن متصل یہ بھی نہیں بلکہ منقطع ہے جب کہ امام بیہقیؒ مسند احمد ص۸۲ ج۴ کی منقطع سند مسلمین بن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موسیٰ عن جبیرؓ بن مطعم والی کو بہتر خیال کرتے ہیں بنسبت دوسری سندوں کے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں ھذا اھو الصحیح وھو مُرسَلٌ (سنن کبریٰ ص ۲۹۵/۹۶) اس سند سے اس روایت کو بیان کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ منقطع ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیہقیؒ کے ہاں یہ روایت منقطع ہے اس کو متصل بیان کرنا درست نہیں ہے۔ نیز بیہقیؒ کا فیصلہ اس روایت کے بارے میں عنقریب پیش کر دیا جائے گا ذرا انتظار کریں۔

دوسرا شاگرد

اثری صاحب نے عمرو بن دینار بتایا ہے حالانکہ اس کی حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ملاقات ہی ثابت نہیں شاگرد کیسے نیز اس سند سے یہ روایت بھی جھوٹی دمن گھڑت ہے فلہٰذا قابل التفات نہیں۔

تیسرا شاگرد

نافع بن جبیر حضرت جبیرؓ کے لڑکے ہیں واقعی شاگرد ہیں لیکن نافع بن جبیر کا نام صرف سوید بن عبدالعزیز بڑھاتا ہے اور سوید بن عبدالعزیز سخت ضعیف قسم کا راوی ہے بلکہ متروک الحدیث ہے۔ امام بیہقیؒ اسکی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وھو ضعیف عند بعض اھل النقل عن سعید (السنن الکبریٰ ص ۲۹۶/۹)۔ اور یہ سوید ضعیف ہے بعض محدثین کے ہاں سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرنے میں۔

یاد رہے یہ روایت بھی سوید بن عبدالعزیز اپنے استاد سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیز امام بیہقی فرماتے ہیں وَھٰذَا غَیْرُ قَوِیٍ (السنن الکبری ص ۲۳۹ ج ۱)
سوید بن عبدالعزیز والی یہ روایت قوی نہیں ہے۔ امام بیہقیؒ اس سوید بن عبدالعزیز والی سند سے روایت کردہ روایت کو بار بار ضعیف قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ خود اثری صاحب بھی اس کو ضعیف تسلیم کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں "یہ سند تو ہم نے تائیداً پیش کی ہے جس پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے (ایام قربانی ص ۱۷)۔
لہٰذا کسی سند سے بھی یہ روایت متصل ثابت نہیں ہو سکی۔ (والحمد للہ)

سوال نمبر ۳

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں:
"حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (وفات ۸۵۲ھ) نے فرمایا کہ رجالہٗ ثقات کہ اس حدیث کے راوی صحیح و قابل استدلال ہیں (فتح الباری ص ۸ ج ۱۰) ایام قربانی ۳۴

الجواب

اثری صاحب نے حافظ صاحبؒ کی پوری بات نقل نہیں کی۔ راقم الحروف ان کی پوری عبارت نقل کرتا ہے:

اخرجہ احمد لکن	اس حدیث کو امام احمدؒ نے
فی سندہ انقطاع	اپنے سند میں روایت کیا ہے
ووصلہ الدارقطنی	لیکن سند میں انقطاع ہے اور
ورجالہٗ ثقات۔	دارقطنی نے متصل بیان کیا ہے
(فتح الباری)	اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حافظ صاحبؒ نے دارقطنی کی سند کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے اس کا جواب بہتر تو یہی ہے کہ حافظ صاحبؒ خود ہی اپنی بعد والی تصنیف میں اس کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تردید فرمادیں تاکہ نہ ہنگ لگے نہ پھٹکڑی اور ہمارا مقصد مفت میں حاصل ہو جائے لیجئے جناب ملاحظہ کریں حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں :

واخرجہ الدارقطنی	اور اس روایت کو امام دارقطنیؒ
من وجھین اخرین	لے دو متصل سندوں سے
موصولین فیھما ضعف	روایت کیا ہے لیکن دونوں
(الدرایہ ص ۲۱۵ ج ۲)	سندوں میں ضعف ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے خود اقرار کر لیا ہے کہ دارقطنی کی سند کے راوی ثقہ نہیں ہیں۔ اب دو سندیں دارقطنی میں کون سی ہیں۔ ایک سند تو عمرو بن دینار والی ہے جس میں احمد بن عیسی الخشاب الکذاب جھوٹی حدیثیں بنانے والا واقع ہے اور خیبر سے عمرو بن دینار کا سماع حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ثابت نہیں۔ اس سند میں کئی راوی متکلم فیہ واقع ہیں۔ مگر حافظ صاحبؒ اس کو متصل مان رہے ہیں اور ضعف (کمزوری) بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ روایت نہ تو متصل ہے نہ صرف ضعیف ہے بلکہ جھوٹی و من گھڑت ہے (خدا تعالیٰ ان کو معاف فرمائے آمین) باقی نافع بن جبیر والی سند تو یہ بھی دراصل منقطع ہے نافعؒ کا واسطہ درمیان میں صرف سوید بن عبدالعزیز اپنے حافظہ کی خرابی کی بنا پر بڑھاتا ہے۔

چنانچہ امام بزارؒ فرماتے ہیں :

قال البزار لا نعلم	کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے
قال فیہ عن نافع بن	اس سند میں نافع بن جبیر کا
جبیر عن ابیہ	واسطہ بڑھایا ہو سوا سوید
الا سوید بن عبد العزیز	بن عبدالعزیز کے اور راوہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وھو لیس بالحافظ	یاداشت والا نہیں اور اس
ولا یحتج بہ اذا انفرد	کی حدیث سے حجت نہیں
(نصب الرایہ ص۲۱۳ ج۴) ۔	پکڑی جاسکتی جبکہ یہ اکیلا ہو۔

سوید بن عبدالعزیز اس سند میں نافع بن جبیر کا واسطہ بڑھاتا ہے احادیث کے الفاظ اور سندوں میں اضافے کرنا اس کا معمول تھا گویہ حافظہ کی خرابی کی بنا پر تھا یہ راوی کیسا ہے اس کے متعلق محدثین کرامؒ کیا فرماتے ہیں ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں ثقہ نہیں لیس بشئی ہے ضعیف ہے قربانی کے مسئلہ میں اس کی روایت قبول کرنا ناجائز ہے (یاد رہے یہ روایت بھی قربانی کے متعلق ہے جس کو قبول کرنا امام یحیی بن معینؒ کے ہاں حرام ہے)

ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی روایتیں اُوپری ہیں۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس کی حدیث میں اوپری چیزیں واقع ہو گئی ہیں جن پر امام احمدؒ نے انکار کیا اور اس کی حدیث میں ایسی نظر ہے جو برداشت کے قابل نہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں ثقہ نہیں ضعیف ہے۔

یعقوب بن سفیانؒ فرماتے ہیں مستور ہے اس کی حدیث میں کمزوری ہے یہ ضعیف الحدیث ہے۔

امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ نرم حدیث والا ہے اس کی حدیث میں نظر ہے

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں حدیث میں بہت غلطی کرنے والا ہے۔

امام حاکم ابواحمدؒ فرماتے ہیں مضبوط نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محدث[۱۰] علال[۱۱] فرماتے ہیں ضعیف ہے
محدث[۱۲] بزار[۱۳] کا فیصلہ گذر چکا ہے
ابن حبان[۱۴] اس کو سخت قسم کا ضعیف راوی قرار دیتے ہیں (دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۲۷۶ ج ۴ تا ص ۲۷۷)۔
حافظ[۱۵] ابن حجر[۱۶] فرماتے ہیں دَھُوَ دَا ہٖ (الدرایہ ص ۱۴۵ ج ۱) اور وہ ضعیف ہے نیز فرماتے ہیں نرم حدیث والا ہے (تقریب التہذیب ص ۱۴۰)
مولانا ارشاد الحق اثری اس پر ۱۷ نگا کر تقریب کے آخر ص ۱۸۶ التعقیب علی التقریب میں لکھتے ہیں۔ جمہور نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے حتیٰ کہ امام احمد[۱۷] کے ہاں متروک الحدیث ہے اور ابن حصین (صحیح ابن معین ہے ڈیروی) اور نسائی[۱۸] فرماتے ہیں کہ ثقہ نہیں ہے امام بخاری فرماتے ہیں اس میں ایسی نظر ہے جو قابل برداشت نہیں۔
علامہ[۱۹] ذہبی[۲۰] فرماتے ہیں سخت ضعیف ہے اور
علامہ[۲۱] ہیثمی[۲۲] مجمع الزوائد ص ۱۷۱ ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے۔
حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں حافظ ابن حجر کی تحقیق کے مطابق ایک دو اماموں نے اسے ثقہ بھی کہا ہے گو اکثریت اس کے ضعف کی قائل ہے
حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ عثمان دارمی نے وحیم سے اس کی ثقاہت نقل کی ہے نیز فرمایا کہ وہ احادیث بیان کرنے میں غلطی کر جاتا تھا علی بن حجر کا بیان ہے کہ حشیم (صحیح عشیم ہے ڈیروی) ان کی تعریف کیا کرتے تھے (تہذیب ص ۲۷۶ ج ۴) (امام قربانی ص ۱۷)۔

الجواب

محدث وحیم[۲۳] نے ثقاہت کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ احادیث

کے بیان کرنے میں غلطی کرتا تھا۔ تو غلط باتوں کی وہ بھی تائید نہیں کرتے تو ان کی توثیق کا سوید بن عبدالعزیز یا غیر مقلدین کو کیا فائدہ حاصل ہوگا باقی ہشیمؒ کا ان کی تعریف بیان کرنا کس لحاظ سے ہے شاید سوید عبادت گزار ہو گا رات کو تہجد پڑھتا ہوگا اس لحاظ سے اگر اس کی تعریف کر دی جائے تو کیا سوید بن عبدالعزیز حدیث میں ثقہ سمجھا جائے گا۔ اثری صاحب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا دے رہے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)۔

سوال نمبر ۴

حافظ ابن قیمؒ کا گرچہ اس روایت کے بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ یہ بالکل منقطع ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ دوسری سند یعنی اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابر کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ اسامہ اہل مدینہ کے ہاں ثقہ اور مامون ہے لہذا یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں (زاد المعاد ص ۲۴۲ بحوالہ ایام قربانی ص ۱۳)

الجواب

اللہ تعالیٰ حافظ ابن قیمؒ کو معاف فرمائے ایسی کوئی روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی جو اسامہ بن زید عن عطاء عن جابرؓ کی سند سے چار ذوالحجہ کی قربانی کے سلسلہ میں مروی ہو حافظ ابن قیمؒ کو دراصل السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۳۹ ج ۵ کی اس روایت سے دھوکہ لگا ہے۔

اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عرفۃ موقفٌ وکل مزدلفۃ موقفٌ وعن کلہا منحرٌ وکل فجاج مکۃ طریقٌ ومنحرٌ۔ قال یعقوب اسامۃ بن زید عند اہل بلدہ المدینۃ ثقۃ مأمون۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمام مقام عرفہ و مزدلفہ وقوف (قیام) کی جگہ ہے اور منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے اور مکہ مکرمہ کی تمام گھاٹیاں راستہ اور قربانی کی جگہ ہیں۔ یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں کہ اسامہ بن زید اہل مدینہ کے ہاں ثقہ اور مأمون ہیں"۔

تو اس روایت میں مِنیً کُلُّھَا مَنْحَرٌ ہے جس کا معنی ہے کہ منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے جہاں بھی قربانی کرو ادا ہو جائے گی۔ اس روایت سے حضرت ابن قیمؒ کو دھوکا لگا انہوں نے اس سے اَیَّامُ مِنیً کُلُّھَا مَنْحَرٌ (کہ تمام دن منیٰ کے یعنی ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-قربانی کے دن ہیں) سمجھ لیا۔ حالانکہ حدیث کی تمام کتابوں میں اسامہ بن زید عن عطاء کی سند سے مِنیً کُلُّھَا مَنْحَرٌ (کہ منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے جہاں جی چاہے قربانی کرو) کے الفاظ تو ملتے ہیں مگر اَیَّامُ مِنیً کُلُّھَا مَنْحَرٌ (کہ تمام دن منیٰ کے قربانی کے دن ہیں) یہ الفاظ حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتے اسامہ بن زید کے کئی شاگرد ہیں۔

(۱) عبید اللہ بن موسیٰ یہی اپنے استاد اسامہ بن زید عن عطاء عن جابرؓ کی سند سے مِنیً کُلُّھَا مَنْحَرٌ کے الفاظ نقل کرتا ہے دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۲۹ ج ۵ وسنن الدارمی ص ۲۸۴ ج ۱ ۱۸۸۶۔

(۲) دوسرا شاگرد عثمانؒ بن عمر ہے یہ بھی اسی طرح نقل کرتا ہے عثمن بن عمر ثنا اسامۃ عن عطاء عن جابرؓ (الی) ومنحرکلھا منحر (مسند احمد ص ۳۲۶ ج ۳ کامل ابن عدی ص ۳۸۵ ج ۱۷)

(۳) تیسرا شاگرد حماد ابو اسامہؒ ہے وہ بھی یہی الفاظ نقل کرتا ہے (سنن ابوداؤد ص ۲۷۵ ج ۱ ابو اسامہ عن اسامۃ ابن زید عن عطاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال حدثنی جابر بن عبداللہ الخ ۔

(۴) چوتھا شاگرد امام وکیعؒ ہے وہ بھی یہی الفاظ نقل کرتا ہے وکیع ثنا اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابر (سنن ابن ماجہ ص۲۲۵) اسامہ بن زید کے یہ چاروں شاگرد ثقہ ہیں وہ سب بالاتفاق منیٰ کلھا منحر کے الفاظ نقل کر رہے ہیں ۔

(۵) پانچواں شاگرد عبداللہ بن وہب ہے وہ اسامۃ بن زید عن عطاء الخ سے کل فجاج مکۃ طریق ومنحر (مستدرک ص۴۶۱) کے مختصر الفاظ نقل کرتا ہے ۔

اگر بالفرض اسامہ بن زید کا کوئی ایسا شاگرد بھی ہو جس نے اپنے استاذ سے ایام منیٰ کلھا منحر کے الفاظ نقل کئے ہوں تو وہ اس شاگرد کی یقیناً غلطی ہو گی لیکن ایسا کوئی شاگرد اسامہ بن زید کا حدیث کی کتابوں میں ان الفاظ کو نقل کرنے والا نہیں پایا گیا افسوس کا مقام ہے کہ غیر مقلدین حافظ ابن قیمؒ کے وھم سے اپنے مذہب کی تقویۃ حاصل کرنا چاہتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) البتہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

وقال الدارقطنیؒ	کہ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں
لما سمع یحیی القطانؒ	کہ جب امام یحیی القطانؒ نے
انہ حدث عن	یہ سنا کہ اسامہ بن زید عن
عطاء عن جابر رفعہ	عطاء عن جابر (مرفوعاً) یہ
ایام منی کلھا منحر	حدیث بیان کرتا ہے کہ منیٰ
قال اشھدوا انی	کے ایام قربانی کے دن ہیں
قد ترکت حدیثہ	تو فرمایا گواہ ہو جاؤ میں نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال الدار قطنی فمن	اسامہ کی حدیث کو بالکل ترک
اجل هذا ترکه	کر دیا ہے دارقطنیؒ فرماتے ہیں
البخاری۔	اسی روایت کی بنا پر امام بخاری
(تهذیب التهذیب ص ۲۹ ج ۱)	نے بھی اسامہ بن زید کی حدیث
∴ ∴ ∴	ترک کر دی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے ایام منی کلہا منحر کے الفاظ نقل کئے ہیں حالانکہ یہ بے چارے اسامہ بن زید پر الزام ہے اسامہ کے تمام شاگردان الفاظ کو روایت نہیں کرتے بلکہ وہ منیٰ کلہا منحر کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

چنانچہ کامل ابن عدی ص ۳۸۵ ج ۱ میں ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جب عثمانؒ بن عمر نے یحیٰ بن سعید القطانؒ کو اسامہ بن زید عن عطاؒ عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی منیٰ کلہا منحر تو یحیٰ بن سعیدؒ نے اسامہ سے اس حدیث کی بنا پر حدیث لینا چھوڑ دیا تھا۔

اس صحیح سند سے منیٰ کلہا منحر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں پس حافظ ابن حجرؒ کا ایام منیٰ الخ کے الفاظ نقل کرنا درست نہیں۔ نیز حافظ صاحب خود لکھتے ہیں کہ ایام منیٰ کلہا منحر کے الفاظ غیر محفوظ ہیں دیکھئے تلخیص الحبیر ص ۲۴۲ ج ۴۔ اس سنن دارقطنی میں تو اسامہ بن زید کی سرے سے یہ روایت ہی موجود نہیں تو امام دارقطنیؒ نے یہ واقعہ کس کتاب میں ذکر کیا ہے آیا سند سے یہ واقعہ بیان کیا ہے یا تعلیقاً نقل کیا ہے پھر وہ سند ظاہر کی جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ سند چھوٹی و من گھڑت ہے یا کیسی ہے پھر اسامہ بن زید کا شاگرد دیکھا جائے کہ وہ کون ہے لیکن تاقیامت غیر مقلدین اس سند کے پیش کرنے سے عاجز رہیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نوٹ : امام یحیی القطانؒ اور امام بخاریؒ نے اسامہ بن زید کو اس غلط روایت کے بیان کرنے کی وجہ سے متروک الحدیث قرار دیا ہے اس میں اسامہ بن زید کی غلطی ان حضرات کے ہاں یہ ہے کہ عطاءؒ سے یہ روایت مرسلاً منقول ہے مگر اسامہ نے عطاءؒ کے بعد حضرت جابرؓ کا واسطہ بڑھا کر ارسال ختم کر دیا ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء ص ۲۴۲ ج ۶ لذہبیؒ ۔ ان حضرات کے علاوہ امام احمدؒ و امام نسائیؒ و امام ابوحاتمؒ کے ہاں بھی یہ اسامہ بن زید ضعیف ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۲۰۹ ج ۱ ۔ اور بعض محدثین کرامؒ کے ہاں ثقہ ہے لیکن اس بے چارے نے ایام منیٰ الخ کے الفاظ ہرگز نقل نہیں کئے بلکہ منیٰ کلہا مفرد کے الفاظ نقل کئے ہیں جیسا کہ حدیث شریف کی معتبر کتابوں میں اس کی شہادت موجود ہے کَمَا مَرَّ ۔

سوال نمبر ۵

قاضی شوکانی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اس حدیث کو بغیر انقطاع کے ذکر کیا ہے (نیل الاوطار ص ۱۴۲ ج ۵ بحوالہ ایام قربانی ص ۱۲)

مولانا محمد اعظم صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ لکھتے ہیں، مجمع الزوائد میں ہے۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور مسند احمد کے راوی ثقہ ہیں (مسائل قربانی ص ۳۸)

الجواب

قاضی شوکانی غیر مقلد کا بیان قابل وثوق نہیں ابن حبان کی سند منقطع ہے جیسا کہ دلائل سے اس کا بیان گذر چکا ہے اور علامہ ہیثمیؒ کا بیان بھی کچھ درست نہیں ہے۔ علامہ ہیثمیؒ نے انقطاع کا ذکر نہیں حالانکہ مسند احمد کی روایت بالاتفاق منقطع ہے دیکھئے بیہقی الدرایہ تلخیص الحبیر فتح الباری فتاوی علمائے حدیث وغیرہا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیز حضرت جبیرؓ بن مطعم کی روایت کا اصل وارد و مدار سلیمن بن موسیٰ دمشقی پر ہے اور اس کے حافظہ کی خرابی کی بناء پر اس روایت میں الفاظ غلط قسم کے نقل ہو گئے ہیں اور وہ غلط الفاظ یہ ہیں دکل ایام التشریق ذبح اور تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

سلیمن بن موسیٰ

سلیمن بن موسیٰ اس روایت کے بیان کرنے میں کئی اغلاط کا شکار ہوا ہے۔

غلطی نمبر ۱

مختلف صحابہ کرامؓ سے ایام تشریق کے بارے میں روایات ذکر کی گئی ہیں مگر کسی روایت میں ذبح کا لفظ موجود نہیں مثلاً

(۱) حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع روایت میں ہے ایام التشریق ایام طعم (کہ تشریق کے ایام کھانے کے دن ہیں) دیکھئے موارد الظمآن ص ۲۳۸ و تفسیر ابن جریر ص ۲۰۴ ج ۲ ایام التشریق ایام طعم و ذکر اللہ (مسند احمد ص ۲۲۹ ج ۲)۔

(۲) حضرت نبیشۃ الہذلیؓ سے مرفوعاً مروی ہے ایام التشریق ایام اکل و شرب (صحیح مسلم ص ۲۶۰ ج ۱) کہ تشریق کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں۔

(۳) حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت (۴) اوسؓ بن الحدثان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ یہ اعلان کریں کہ مؤمن کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا اور ایام منیٰ ایام اکل و شرب (صحیح مسلم ص ۲۶۰ ج ۱) کہ منیٰ کے ایام کھانے پینے کے دن ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۵) حضرت عقبہؓ بن عامر سے مرفوعاً روایت ہے (جو حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے) کہ یوم عرفہ (نویں ذوالحج) اور یوم النحر (قربانی کا دن ۱۰ ذوالحجہ) اور ایام تشریق یہ ایام اکل و شرب (کھانے پینے کے دن ہیں) مسند احمد ص۱۵۲ ج۴ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ (تعلیق التعلیق ص۳۸۵ ج۲)۔

(۶) حضرت بشرؓ بن سحیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ وہ اعلان کریں مؤمن کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا اور یہ ایام تشریق ایام اکل و شرب ہیں (مسند احمد ص۴۱۵ ج۳ و داری ص۳۵۶ ج۱ و مسند طیالسی ص۱۸۴)۔

(۷) حضرت عبداللہ بن حذافہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا پس عبداللہ بن حذافہ نے ایام تشریق میں یہ اعلان کیا کہ خبردار یہ دن عید اور کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں (سنن الدارقطنی ص۲۱۳ ج۲ و مسند احمد ص۵۱۳ ج۲ و ص۵۲۵ ج۲)۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّصَلٰوۃٍ فَلَا یَصُوْمُهَا اَحَدٌ (مسند بزار بحوالہ التلخیص الحبیر ص۱۹۷ ج۲) کہ تشریق کے دن کھانے پینے اور نماز پڑھنے کے دن ہیں پس ان میں روزہ نہ رکھو۔

(۹) حضرت بلالؓ اونٹ پر سوار ہو کر منیٰ کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھو فَاِنَّهَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ (یہ ایام کھانے پینے کے دن ہیں) حضرت بلالؓ کے اس اعلان کی گواہی حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی صحابیؓ دیتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھئے مسند احمد ص ۴۹۲ ج ۳ فلہذا اس حدیث کے راوی گویا دو صحابی ہوئے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَّھَا اَیَّامُ طَعْمٍ وَ ذِکْرٍ (مسند احمد ص ۳۹ ج ۲) کہ ایام تشریق کھانے اور ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(۱۱) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی حدیث مسند احمد ص ۱۶۹ ج ۱ و ص ۱۷۶ ج ۱ میں اس طرح ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام منیٰ میں یہ حکم دیا کہ میں اعلان کروں اَنَّھَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَشُرْبٍ فَلَا صَوْمَ فِیْھَا یَعْنِی اَیَّامَ التَّشْرِیْقِ (یعنی ایام التشریق کھانے پینے کے دن ہیں ان میں روزہ نہیں ہے)۔

(۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے اور فرمایا ھِیَ اَیَّامُ اَکْلٍ وَشُرْبٍ وَذِکْرِ اللّٰہِ (ابن جریر در منثور ص ۲۳۵ ج ۱) یہ دن کھانے اور پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(۱۳) ام مسعود بن الحکم الزرقی فرماتی ہیں گویا میں حضرت علی بن ابی طالب کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ سفید خچر پر شعب الانصار میں سوار تھے اور فرما رہے تھے اے لوگو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایام تشریق رونے کے دن نہیں یہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے دن ہیں (مستدرک ص ۴۲۴ تا ص ۴۳۵ ج ۱ وقال صحیح علی شرط مسلم ولیس کما قال لان فی سندہ ابن اسحٰق وھو متھم)

(۱۴) عمر بن خلدہ الانصاری اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایام تشریق میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ وہ اعلان کریں یہ دن کھانے پینے اور جماع کرنے کے دن ہیں (ابن ابی شیبہ در منثور ص ۲۲۵ ج ۱)۔

راقم الحروف نے چند صحابہؓ سے احادیث بیان کردی ہیں ان سب میں ذبح کا لفظ نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبیرؓ بن مطعم کی حدیث میں ذبح کے لفظ کا اضافہ محض سلیمن بن موسیٰ کی کاروائی کا نتیجہ ہے گویہ حافظہ کی خرابی کی بنا پر ہو سلیمن بن موسیٰ اس کاروائی میں اکیلا ہے اور کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔

غلطی نمبر۲

سلیمن بن موسیٰ کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اسے حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ایام تشریق کے بارے میں روایت کرڈالی حالانکہ حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ایام تشریق کے بارے میں دوسرے کسی ذریعہ سے روایت نہیں ملتی جس میں ایام تشریق میں قربانی کا ذکر ہو۔

غلطی نمبر۳

سلیمن بن موسیٰ اس روایت کے بیان کرنے میں اضطراب کا شکار ہوا ہے۔ کبھی سلیمن بن موسیٰ اس روایت کو براہ راست حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت کرتا ہے (مسند احمد و بیہقی) حالانکہ حضرت جبیرؓ اس کی پیدائش سے بھی بہت پہلے فوت ہو چکے تھے ان کی وفات ۵۶ھ یا ۵۷ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی ہے کما مر جبکہ سلیمن بن موسیٰ کی وفات ۱۱۹ھ میں ہوئی ہے کبھی سلیمن بن موسیٰ اس روایت کو عن عبد الرحمٰن بن الحسین عن جبیر بن مطعم کے طریق سے روایت کرتا ہے جبکہ عبد الرحمٰن بن ابی حسین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک مجہول قسم کا آدمی ہے نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ وفات معلوم ہے نہ اس کے دیگر حالات معلوم ہیں پھر خبر سے وہ بھی حضرت جبیرؓ سے شرف ملاقات حاصل نہیں کر سکا کبھی نافعؒ کے واسطے سے حضرت جبیرؓ سے روایت کرتا ہے لیکن یہ غلطی امام بزارؒ وغیرہ کے ہاں سوید بن عبدالعزیز سے ہوئی ہے کہ اس نے نافع بن جبیر کا واسطہ بڑھا دیا ہے اس غلطی کا اصل مجرم سوید ہے۔ کبھی عمرو بن دینارؒ کا واسطہ بڑھا دیتا ہے (دار قطنی و بیہقی) اضطراب سند بالاتفاق سند کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے اسی طرح اس کے متن میں بھی اضطراب ہے کبھی تو سلیمان بن موسیٰ کل ایام التشریق ذبح کہتا ہے لیکن کبھی بالکل اس کا نام ہی نہیں لیتا اور یوں روایت بیان کرتا ہے

سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمٰن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عرفات موقف وارفعوا عن بطن عرنۃ والمزدلفۃ کلہا موقف وارفعوا عن بطن محسر (محلی ابن حزم ص ۲۱۵ الجزء السابع مسئلہ ۸۵۲)

اس روایت میں کل ایام التشریق ذبح کے الفاظ مفقود ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ بے چارہ اس روایت کے بیان کرنے میں بار بار اضطراب کا شکار ہو رہا ہے۔

غلطی نمبر ۴

کل ایام التشریق ذبحؒ (کہ تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں) غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ ۱۱-۱۲-۱۳ ایام تشریق ہیں جیسا کہ حافظ الیاس صاحب اثری نے اپنے رسالہ میں اس پر کئی حوالے پیش کئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی گیارہ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے حالانکہ اصل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قربانی کا دن دسویں ذوالحجہ ہے جس کو یَوْمُ النَّحْرِ کہا جاتا ہے اور اسی دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قربانی کرتے رہے تو سلیمان بن موسیٰ کی روایت جو اعلیٰ درجہ کی ضعیف ہے صحیح حدیثوں اور مسلمانوں کے عمل کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

سلیمان بن موسیٰ محدثین کرامؒ کی نظر میں

امام بخاریؒ فرماتے ہیں عِنْدَهٗ مَنَاكِيْرُ (تھذیب التھذیب ص۲۲۷ ج۴ وکتاب الضعفاء الصغیر بخاریؒ ص۲۹۲ مع التاریخ الصغیر) کہ سلیمان بن موسیٰ کے پاس ضعیف قسم کی حدیثیں ہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی فی الحدیث (حدیث میں قوی نہیں ہے) نیز فرماتے ہیں فی حدیثہ شئی (اس کی حدیث میں کچھ خرابی ہے (تہذیب التہذیب ص۲۲۷ ج۴) امام نسائیؒ کتاب الضعفاء والمتروکین ص۲۹۲ میں لکھتے ہیں۔

سلیمان بن موسیٰ الدمشقی احد الفقہاء لیس بالقوی فی الحدیث۔ سلیمان بن موسیٰ حدیث میں ثقہ نہیں ہے۔

امام ابوداؤدؒ کے ہاں سلیمان بن موسیٰ کی بعض حدیثیں مُنکَر (اوپری اور ضعیف) ہیں بانسری والی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

قال ابوداؤد ھذا حدیث منکر (ابوداؤد ص۳۶۲ ج۲)۔

ابوداؤدؒ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے علامہ ذہبیؒ بھی میزان الاعتدال ص۲۲۶ ج۲ میں اس کا ذکر کرکے فرمایا ہے ولہٗ عن نافع عن ابن عمرؓ مقلوب زیارۃ الداعی (اس سلیمان بن موسیٰ کی نافع عن ابن عمرؓ سے چرواہے کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بالنسری کی روایت ہے)۔

امام ترمذیؒ کے ہاں سلیمن بن موسیٰ کی بعض روایتیں صحیح نہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

اذا طلع الفجر فقد ذهب	جب طلوع فجر ہو جائے تو
کل صلوٰة اللیل والوتر	رات کی نماز اور وتروں کا
فاوتروا قبل طلوع الفجر	وقت ختم ہو گیا ہے طلوع فجر
قال ابوعیسیٰ وسلیمن	سے پہلے وتر پڑھا کرو
بن موسیٰ قد تفرد بہٖ	ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں
علیٰ ھذا اللفظ و روی	کہ سلیمن بن موسیٰ ان الفاظ
عن النبی صلی اللہ علیہ	کے بیان کرنے میں اکیلا ہے
وسلم قال لا وتر بعد	اصل حدیث یوں ہے صبح
صلوٰة الصبح وھو قول	کی نماز کے بعد وتر نہیں اور یہی
غیر واحد من اھل	بے شمار اہل علم کا قول ہے۔

العلم (ترمذی ص۹۳ ج۱ باب ما جاء فی مبادرۃ الصبح بالوتر)

سلیمن بن موسیٰ پر جرح کرنے والے یہ چار دل حضرات صحاح ستہ کے اساطین میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں محل اس کا سچائی کا ہے اور اس کی بعض حدیثوں میں اضطراب (گڑبڑ) ہے (تہذیب ص۲۲۶ ج۴)

امام علی بن المدینیؒ (شیخ البخاریؒ) فرماتے ہیں: وکان خولط قبل موتہٖ بیسیر (تہذیب ص۲۲۶ ج۴) کہ موت سے کچھ مدت پہلے اس کے حافظہ میں اختلاط (حدیث کا رل مل جانا) واقع ہو گیا تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

صدوق فقیہ فی حدیثہ	سچا ہے فقیہ ہے اس کی حدیث
بعض لین وخولط	میں کچھ کمزوری ہے اور اس
قبل موتہ بقلیل ۔	پر حدیث رَل مل گئی تھی موت
(تقریب ص۱۲۶)	سے تھوڑی مدت پہلے ۔

بعض سلیمن بن موسیٰ کو ثقہ کہتے ہیں لیکن ازدی صاحب کا اس قسم کے راوی کے بارے میں فیصلہ یہ ہے ۔ یہ ٹھیک ہے مگر پھر بھی یہ راوی متکلم فیہ اور منتقد علیہ تو ہوا ہر لحاظ سے تو قابل استدلال نہ ہوا (ایام قربانی ص۲۷)

سلیمن بن موسیٰ سے اس حدیث کا راوی سعید بن عبد العزیز التنوخی ہے جس کی ولادت ۹۰ھ میں اور وفات ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں ہے (تہذیب ص۶۰ ج۴) یہ سلیمن بن موسیٰ کے منتقد بین شاگردوں میں سے نہیں ہے پس ممکن ہے اس نے سلیمن بن موسیٰ سے حالت اختلاط میں سُنا ہو پس اس روایت میں ایک اور خرابی اور ضعف پیدا ہو گیا ہے پس ایسی حدیث مردود ہوتی ہے ۔ ایک شاگرد سلیمن بن موسیٰ کا ابو معید بھی ہے مگر وہ سند من گھڑت ہے ۔

سعید بن عبد العزیز

اس راوی کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا اس سے روایت کرنے والے شاگرد قدیم السماع نہیں فلہذا اس وجہ سے بھی یہ روایت مردود ہے ۔ علامہ البانی غیر مقلد لکھتے ہیں (ایک حدیث کی تحقیق میں)

سعید بن عبد العزیز — سعید بن عبد العزیز اگرچہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وان کان علی شرط مسلم فقد اختلط فی اٰخر عمرہٖ کما فی التقریب ولا ندری اَحَدَّثَ قبل الاختلاط ام بعدہٗ۔
(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱/۴۵۸)

مسلم کی شرط پر ہے پس بے شک آخری عمر میں اس کے حافظہ میں اختلاط واقع ہو گیا تھا جیسا کہ تقریب التہذیب میں ہے اور ہم نہیں جانتے کہ یہ حدیث اس نے اختلاط سے پہلے روایت کی ہے یا بعد میں۔

امام بیہقیؒ کا فیصلہ

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

وقد قال ابو اسحٰق الشیرازی رحمہ اللہ فی الشرح رُوی فی بعض الاخبار الاضحیۃ الی رأس المحرم فان صحّ ذالک فالامر یتسع فیہ الی غرۃ المحرم وان لم یصح فالخبر الصحیح ایام منٰی ایام

کہ ابو اسحٰق شیرازی رحمۃ اللہ نے اپنی شرح میں کہا ہے کہ بعض روایتوں میں قربانی ماہ محرم تک کرنے کی اجازت مروی ہے پس اگر یہ روایت صحیح ہو تو محرم کے چاند نظر آنے تک قربانی کا وقت ہوگا ورنہ صحیح روایت میں ہے منیٰ کے ایام قربانی کے دن ہیں اور اسی روایت پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نحو وعلی هذا بنی	امام شافعیؒ نے اپنے مسلک
الشافعی رحمۃ اللہ	کی بنیاد رکھی ہے شیخ امام
قال الشیخ فی کلا هما	بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ ان
نظرٌ هذا الارسالہ	دونوں روایتوں میں خرابی
و ما مضی لاختلاف	ہے (یعنی دونوں صحیح نہیں)
الرواۃ فیہ علی	محرم تک والی مرسل روایت
سلیمان بن موسیٰ	ہے اور گزشتہ روایت
و حدیث سلیمان	ایام تشریق میں قربانی کرنا
بن موسیٰ	اس میں راویوں کا سلیمان بن
او لاهما ان یقال	موسیٰ پر اختلاف ہے یعنی
بہ واللہ اعلم۔	اضطراب ہے ان دونوں
	میں سے سلیمان بن موسیٰ کی
(السنن الکبری ص ۲۹۸ / ۹۷)	روایت بہتر ہے کہ اس پر
	عمل کیا جائے (واللہ اعلم)

امام بیہقیؒ نے روایت کی حقیقت واضح فرمادی ہے اور آخر میں واللہ اعلم کہہ کر اشارہ کر دیا ہے کہ دل کا اطمینان حاصل نہیں ہو رہا۔

مگر غیر مقلدین حضرات امام بیہقیؒ کی اس جرح کو کبھی پیش ہی نہیں کرتے جو بہت بڑی بد دیانتی اور خیانت ہے جبکہ ظالم اثری صاحب امام بیہقیؒ کی طرف اس روایت کی صحت کی نسبت کرتا ہے۔

(دیکھئے ایام قربانی ص ۱۲)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام بزارؒ کا فیصلہ

امام بزارؒ فرماتے ہیں :

وحدیث ابن ابی	کہ حدیث ابن ابی حسین کے
حسین ھو الصواب مع	طریق سے بیان کرنا درست
ان ابن ابی حسین	ہے باوجودیکہ اس کی ملاقات
لم یلق جبیر بن	حضرت جبیرؓ بن مطعم سے نہیں
مطعم وانما ذکرنا	اس حدیث کو ہم نے صرف
ھذا الحدیث لانا	اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس
لانحفظ عن رسول	کے سوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ
اللہ صلی اللہ علیہ	وسلم سے ایام تشریق میں
وسلم فی کل ایام	قربانی کرنے کی کوئی روایت
التشریق ذبحٌ الا فی	ہمیں یاد نہیں پس اس طرح
ھذا الحدیث	ہم نے اس کو ذکر کر کے اس
فکذالک ذکرناہُ و بینا	کی علت (خرابی) بھی ساتھ
العلۃ فیہ۔	ساتھ بیان کر دی ہے۔

(بحوالہ نصب الرایہ ص ۶۱ ج ۳)۔

علامہ ابن ترکمانیؒ کا تبصرہ

علامہ ابن ترکمانیؒ فرماتے ہیں :

قلت سلیمن ھذا متکلمٌ	میں کہتا ہوں کہ سلیمن بن موسیٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فیہ وحدیثہ ھذا	راوی مجروح ہے اور اس کی یہ
اضطرب اضطرابا کثیراً	حدیث سخت اضطراب کا
بینہ صاحب الاستذکار	شکار ہے جس کا مکمل طور پر
وبین البیھقی	حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ نے
بعضہ فی ھذا	کتاب الاستذکار میں بیان
الباب۔	کیا ہے اور کچھ اضطراب کا ذکر
(الجوھر النقی مع	اس باب میں امام بیہقیؒ نے
البیھقی ص۲۹۶ ج۹ ص۹۷)	بھی بیان کیا ہے۔

قارئین کرام! سلیمن بن موسیٰ کی اس غلط روایت پر تبصرہ ان محدثین کرامؒ کا آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے ابھی کچھ تبصرہ باقی ہے جو دلیل نمبر۲ کے جواب کے تحت آرہا ہے۔

دلیل نمبر۲

حافظ محمد الیاس صاحب نے اپنے اجتہاد و محنت سے دوسری دلیل بھی تلاش کر لی ہے۔ گویا کہ دوسرے غیر مقلد علماء اس دلیل سے غافل تھے اثری صاحب السنن الکبریٰ ص۲۹۶ ج۹ کے حوالہ سے یوں نقل کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کے ایک آدمی سے کہا اٹھ کر اعلان کر کہ جنت میں صرف مؤمن جائے گا اور وہ کھانے پینے کے دن ہیں یعنی منیٰ کے دن۔ سلیمن بن موسیٰ نے ذبح کا لفظ زائد کیا ہے یعنی ایام منیٰ ایام ذبح۔ یہ ابن جریج نے کہا ہے۔ (ایام قربانی ص۲۱)

الجواب

ابن جریج نے یہ حدیث کہ ایام منیٰ کھانے پینے کے دن ہیں اپنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

استاد عمرو بن دینار سے نقل کی ہے اور پہلے ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس قسم کے مضمون کی حدیث کئی صحابہ کرامؓ سے مروی ہے چودہ صحابہؓ سے ہم اس کتاب کے اندر ذکر کر چکے ہیں اور بہ قبیلہ بنی غفار کے صحابیؓ بھی اس کو بیان کرتے ہیں تو اس طرح تعداد پندرہ ہوگئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل حدیث یہی ہے لیکن سلیمن بن موسیٰ غلطی سے اس میں ذبح کے لفظ بڑھاتا ہے اور اسی بات کو محدث ابن جریجؒ بیان کر رہے ہیں چنانچہ اصل الفاظ ابن جریجؒ کے یوں ہیں زاد سلیمن بن موسیٰ و ذبح یقول ایام ذبح ابت جریج یقولہٗ (بیہقی)

سلیمن بن موسیٰ نے ذبح کا لفظ بڑھا دیا ہے یہ اپنی روایت ایام ذبح کے الفاظ سے روایت کرتا ہے یہ بات سلیمن بن موسیٰ کے بارے میں ابن جریج کہہ رہے ہیں۔

قارئین کرام ابن جریجؒ سلیمن بن موسیٰ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ وہ ذبح کا لفظ اپنی طرف سے زائد کرتا ہے جب کہ اصل حدیث اس طرح نہیں مگر اثری صاحب اس کو اپنی دوسری دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں بہت خوب۔

ع عقل نبود تولد چہ سود

ایک دفعہ ابن جریجؒ نے سلیمن بن موسیٰ سے یہ حدیث سُنی لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ (وارث کے بغیر نکاح درست نہیں) سلیمن بن موسیٰ اس حدیث کو امام زہریؒ سے بیان کرتا تھا تو ابن جریج کے دل میں خیال آیا کہ امام زہریؒ سے دریافت کر لوں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

فلقیت الزھری فسألتہ عن ھذا الحدیث فلم یعرفہ (مسند احمد ص ۶۷ ج ۶)۔

پس میں خود امام زہریؒ کو ملا پس ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو وہ اس حدیث کو نہ پہچان سکے (یعنی انہیں اس حدیث کا علم ہی نہیں تھا)

کامل ابن عدی میں سلیمن بن موسیٰ کے ترجمہ میں یہ الفاظ زائد ہیں فقلت لہٗ ان سلیمن بن موسیٰ حدثنا عنك قال فاثنیٰ علی سلیمان خیراً وقال الحشیٰ ان یکون وھم علی (بحوالہ نصب الرایہ ص ۱۸۵ ج ۳)۔

ابن جریجؒ فرماتے ہیں پس میں نے امام زہریؒ کو کہا کہ سلیمن بن موسیٰ آپ سے یہ روایت بیان کرتا ہے پس امام زہریؒ نے سلیمن بن موسیٰ کی تعریف کی اور فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ سلیمن بن موسیٰ بھول کر میرے ذمہ یہ حدیث لگاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے بھی التاریخ الصغیر ص ۱۲۸ میں مسند احمد والے الفاظ ابن جریجؒ کے نقل کر کے مزید یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

قال ابن جریج وکان سلیمن بن موسیٰ یعنی فی الفضل وعندہٗ احادیث عجائب۔

ابن جریج فرماتے ہیں سلیمن بن موسیٰ صاحب فضیلت شخص ہے لیکن اس کے پاس عجیب وغریب قسم کی روایتیں ہوتی ہیں (یعنی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہوتا ہے نہ کانوں سے سنا ہوتا ہے)۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ ابن جریجؒ سلیمن بن موسیٰ کی بزرگی ماننے کے باوجود اس کی متفرد روایت کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس معاملہ میں ان پر اعتماد نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ ابن جریجؒ کا پہلے سلیمن بن موسیٰ پر اعتماد تھا تو وہ یہ روایت لا نکاح الا بولی اپنے شاگردوں کو بتا چکے تھے اس لیے ان کے شاگرد اس روایت کو ابن جریج عن سلیمن بن موسیٰ عن الزہری کے طریق سے بیان کرتے ہیں لیکن جب امام زہریؒ سے ملاقات ہوئی اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس روایت کے بارے میں حقیقت حال معلوم ہوئی تو پھر اس روایت کو بیان کر کے اصل حقیقت بھی ظاہر فرما دیتے تھے اور یہ روایت مع جرح کے ابن جریجؒ کے ایک لائق پختہ ثقہ قابل اعتماد شاگرد محدث اسماعیل بن ابراہیم المعروف بابن علیہ روایت کرتے ہیں۔

دوسری بات

لا نکاح الا بولی یہ روایت سلیمن بن موسیٰ کی عن الزھری عن عروۃ عن عائشہؓ کے طریق سے مروی ہے اگر یہ روایت درست ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی روایت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حفصہ بنت عبدالرحمنؒ کا نکاح منذر بن زبیرؓ سے نہ کرتیں جب کہ عبدالرحمن موجود نہ تھا وہ ملک شام گیا ہوا تھا (دیکھئے مؤطا مالک ص۲۰۱)۔

وارث باپ موجود نہیں مگر حضرت عائشہؓ وارث کی عدم موجودگی میں نکاح کرا رہی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ سلیمن بن موسیٰ کی روایت میں گڑبڑ ضرور ہوتی ہے جس میں وہ متفرد ہوا ہے لیکن غیر مقلدین حضرات کو سلیمن بن موسیٰ کی اندھی تقلید کر کے ان کی روایت پر اعتماد کرنا ہی پڑے گا کیونکہ اس کے سوا ان بے چاروں کا اور کوئی سہارا ہی نہیں کیا کریں مجبور ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایام قربانی (یعنی قربانی کتنے دن تک جائز ہے) کے بارے میں بحث مکمل ہو گئی ہے غیر مقلدین حضرات کے مکر و فریب کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے۔

قارئین کرام پڑھ کر فیصلہ کریں۔ کہ آیا غیر مقلدین حضرات کا دسویں ذوالحجہ کے دن قربانی کے دن قربانی کو چھوڑ کر (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی دائمی سنت ہے) تیرھویں ذوالحجہ کو قربانی کرنا سنت پر عمل کرنا مقصد ہے یا سنت کی مخالفت کر کے محض اختلاف ڈالنا اور شرارت کرنا مقصد ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی غفرلہٗ
۴ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۲۷ جولائی ۱۹۹۰ء

(بقیہ لطیفہ)

ایام التشریق کلھا ذبح (دار قطنی ص ۲۷۶)

ترجمہ: جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمام ایام تشریق میں ذبیحہ (قربانی) کرنا جائز ہے (ایام قربانی ۱۵)

مطعم جو کافر تھا اور حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جنگ بدر میں سردار ہوا اس کو مولوی بشیر الرحمٰن نے صحابی بنا دیا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اور دار قطنی دیکھے بغیر حوالہ نقل کر دیا ہے، حالانکہ دار قطنی میں مطعم کی کوئی روایت نہیں وہ سند یوں ہے۔ عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ سے مراد جبیر ہیں یہ اس مطعم کے بیٹے ہیں۔ پہلے یہ بھی کافر تھے اس نے اپنے غلام وحشی کو کہا تھا کہ اگر تو میرے باپ کا بدلہ جنگِ اُحد میں حضرت حمزہؓ سے چکا دے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ بعد میں یہ جبیر صحابی بن گئے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تالیفات حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی عفی عنہ

(۱) نورالصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ۔ قیمت ۲۶ روپے

(۲) نورالصباح حصہ دوم قیمت ۔ روپے
اس میں ارشاد الحق اثری کے رسالہ کا جواب ہے اور رحیم محمود کے رسالہ شمس الضحیٰ کا جواب ہے ۔ ۱۰۰ صفحات کتابت ہو چکے ہیں عنقریب مکمل ہو جائے گی (انشاء اللہ تعالیٰ) اس لیے پہلی نورالصباح کو حصہ اول تصور کیا جائے ۔

(۳) قہر حق برصاحب ندائے حق (حصہ اول) قیمت ۴۰ روپے
یہ وہ کتاب ہے جس نے ندائے حق کی اشاعت کو بند کر دیا ہے اور مصنف نیلوی نے قہر حق کے جواب نہ لکھنے کی تحریری طور پر اپنی عاجزی و معذرت ظاہر کی ہے ۔

(۴) اظہار التحسین فی اخفاء التامین قیمت ۱۵ روپے

(۵) کوا حلال ہے بریلوی حضرات کا فتوے مع اضافات جدیدہ عجیبہ
قیمت ۔ ۶ روپے

(۶) نذر لغیر اللہ حرام ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ ۔ قیمت ایک روپے

(۷) حالات و کمالات اعلیٰحضرت بریلوی
حصہ اول (ختم ہو گئی ہے)

(۸) ہدایہ علماء کی عدالت میں
حصہ اول ۔ قیمت ۲۶ روپے

(۹) ضرب المنکد علی القول المسند
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ کے آئینے میں ۔ عنقریب طبع ہو گی کتابت جاری ہے ۔

(۱۰) قربانی کے تین دن ہیں
قیمت 18 روپے

(۱۱) بریلوی حقائق بجواب دیوبندی حقائق زیر ترتیب

ناشر: مکتبہ امدادیہ معرفت مسلم ڈنمان ساز کمشنری بازار ڈیرہ اسماعیل خاں ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1